امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ حافظ محمد اطہر علی
■ قرآن کریم کا تاریخی معجزہ
■ بیماری آزمائش ہے اور تندرستی ہزار نعمت
■ حالات کچھ بھی ہوں......
■ جب قانون سیاست کی کٹھ پتلی بن جائے
■ نئی تعلیمی پالیسی کیا ذات پات کی خلیج......
■ اخبار جہاں، تعلیم وروزگار طب وصحت
■ ہفتہ رفتہ، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 36 مورخہ ۲۵ر محرم الحرام ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۴ر ستمبر ۲۰۲۰ء روز سوموار

تبرکات

عظمت صحابہ

حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمیؒ

زبان خواہ کتنی ہی فصیح ہو، قلم چاہے جتنا اچھا لکھتا ہو، بیان پر قدرت چاہے جتنی ہو، تعبیرات خواہ کتنی ہی خوبصورت ڈھلتی چلی جائیں، لیکن کیا صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم کا حق ادا ہوسکتا ہے، جنھوں نے اپنے خون سے داستان وفا تحریر کی ہے، جو اشارۂ نبوت پا کر اپنی ہر خواہش کو قربان کردیا کرتے تھے، جو کبھی بت پرست تھے، مگر جب ہدایت کا نور ان کے قلوب پر چمکا تو خدا کی عبادت میں انھوں نے وہ اخلاص پیدا کیا کہ خود پروردگار نے ان کو رضامندی کا پروانہ بخشا، ان سے اللہ خوش ہے، وہ اللہ سے راضی ہیں، میدان جہاد میں ان کی گردنیں کٹ رہی ہیں، خاک وخون میں تڑپ رہے ہیں، زخموں سے بدن چور ہے، مگر اپنے پروردگار سے دل وجان سے راضی ہیں، اور اس کی حمد وثناء کررہے ہیں، بھوک شدید ہے، فاقے پر فاقے ہورہے ہیں، بچوں تک کے منہ میں دانہ نہیں جارہا ہے، شدتیں وہ ہیں کہ چٹانوں کا جگر شق ہوجائے، لیکن دل پر ناگواری کی کوئی پرچھائیں نہیں ہے۔ راتوں کی نیند حرام ہورہی ہے، جاگنا اور روز جاگتے رہنا، ایسا نہیں کہ انھیں نیند نہیں آتی ہے، مگر وہ اس سے لڑتے ہیں تاکہ اپنے رب کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوسکیں، پھر کھڑے ہیں اور رات رات بھر کھڑے ہیں، سجدے میں گرے تو پیشانی خاک آلود ہے، ناک رگڑ رہے ہیں، رکوع میں جھکے ہیں، کسی ڈھب سے تو پروردگار راضی ہوجائے، وہ ملاحظہ تو فرمالیں کہ بندہ غافل نہیں ہے، سامنے حاضر ہے، یہ سب مشقتیں جھیل رہے ہیں، بدن تھک جاتا ہے، سر بوجھل ہوجاتا ہے، پاؤں سوج جاتے ہیں، مگر جوش عبادت بڑھتا ہی جاتا ہے، طبیعت پر گرانی کا کیا گزر؟ معذرت کررہے ہیں کہ حق ادا نہ ہوا، استغفار جاری ہے، راتیں ان کی نمازوں کی امین ہیں، صبح کی گھڑیاں ان کے استغفار ومناجات کی گواہ ہیں، ان کا دل ہے کہ شفاف آئینہ ہے، ریشم جیسا ملائم ہے، مضبوطی میں فولاد ہے، نرمی میں حریر وپرنیاں ہے، بھلا ان بزرگوں کا حق الفاظ میں کیا ادا ہوگا، ان کا حق ان سے کمتر درجہ کے انسانوں سے کیا ادا ہوگا، ان کے حسن عمل، جمال سیرت اور کمال وفا کی داد تو خود پروردگار نے دی ہے، اور ایک نہیں متعدد جگہ دی ہے، سنئے یہ شہادت ناقابل تردید ہے، سورہ توبہ میں فرماتے ہیں: وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهَارُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (سورہ توبہ: ۱۰۰)

وہ لوگ جو ابتداءً سبقت کرنے والے ہیں، یعنی مہاجرین وانصار اور وہ لوگ جنھوں نے اچھے طریقے پر ان کی پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہوا، اور وہ لوگ اللہ سے راضی ہوئے، اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔

سورہ توبہ ہی کے ایک اور مقام پر کلام ربّانی ہے: لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ ترجمہ: لاریب کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پر اور مہاجرین وانصار پر رحمت کی نظر فرمائی، جنھوں نے مشکل گھڑی میں نبی کا ساتھ دیا جبکہ ان میں سے کچھ لوگوں کے دل قریب تھا کہ (سخت حالات کے باعث) منحرف ہوجائیں، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان پر بہت مہربان اور رحم وکرم کرنے والا ہے۔ (سورۃ توبہ آیت: ۱۱۷)

حالات کی سنگینی کا فطری ردِ عمل یہی ہوتا ہے کہ ہمتیں چھوٹنے لگتی ہیں، لیکن ایمان کی مضبوطی ہمتوں کو جما دیتی ہے جیسے سخت لو اور تپش کے زمانہ کا روزہ کہ پیاس سے بے اختیار حلق میں کانٹے پڑ جاتے ہیں، اس وقت ٹھنڈا پانی سامنے آجاتا ہے تو طبیعت بے اختیار اس پانی کی طرف مائل ہوتی ہے، مگر ایمان کی طاقت اسے منہ تک لے جانے سے روک دیتی ہے، ایسے ہی حالات کی سختی بے اختیار ہمتوں کو پست کرنا چاہتی ہے، مگر وفاداریٔ ایمان اسے پھر بلند کردیتی ہے، یہ وہ وقت تھا جبکہ مسلسل جنگوں نے دشمنوں کے حملوں کے تسلسل نے اور ایک کے بعد ایک متواتر یورشوں نے مسلمانوں کو دنیوی کاروبار اور فکر معاش کی طرف رُخ کرنے کی مہلت سرے سے دی ہی نہیں، اسی دوران خبر آئی کہ روم کا بادشاہ مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے لشکر جمع کررہا ہے، مدینہ میں معاش کا انحصار کھجوروں کے باغ پر ہے، گرمی جب اپنے نقطۂ عروج پر آتی ہے تو کھجوروں میں رَس پڑتا ہے اور وہ پکتی ہیں، یہی موسم تھا، تنگی اور بدحالی کا دور تھا ہی، کھجوریں پک رہی تھیں، گرمی اپنے شباب پر تھی، تھوڑے دنوں کے بعد کچھ وسعت کے آثار دکھائی دے رہے تھے کہ حکم ہوا کہ ایک جنگی سفر کے لئے تیار ہوجاؤ، طویل سفر، مشقت کا سفر، اس حال میں سفر کے لئے تیار ہوجانا بڑے جگر کا کام تھا، سخت امتحان تھا لیکن صحابۂ کرام اس امتحان میں نہ صرف پورے اترے، بلکہ تاریخ وفا کا روشن ترین باب صفحۂ عالم پر ثبت کرگئے۔

اور سنئے! اللہ تعالیٰ نے ان کے قلب کا اور جسم کا کیا حال بیان کیا ہے، صحابۂ کرام نے اپنے جسم وجان اور اپنے جذبۂ عبادت کا نذرانہ پیش کیا تو رحمٰن ورحیم نے اس کی کتنی قدر افزائی فرمائی، ارشاد ہے:

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاءُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ. (سورہ زمر: ۲۳)

اللہ نے بہترین کلام نازل فرمایا، ایسی کتاب جس کی آیات باہم ایک دوسرے کے مشابہ ہیں، بار بار پڑھی جانے والی، جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں، اس سے ان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، پھر ان کے جسم اور ان کے دل نرم ہوکر اللہ کی یاد پر جھک پڑتے ہیں، یہ اللہ کی ہدایت ہے، جسے چاہتا ہے، اس واسطے سے راستہ دکھاتا ہے اور جس کو اللہ گمرہی میں چھوڑ دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

اس آیت کے مصداقِ اوّل حضراتِ صحابۂ کرامؓ کے علاوہ اور کون ہوسکتا ہے، خدا تعالیٰ جب خود ان کے جسم وجان کا حال بیان کرتے ہیں تو اب ان کے کمال منقبت میں کیا تردد ہوسکتا ہے۔

ایک اور آیت ملاحظہ فرمائیے: اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ○ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ (الم سجدہ: ۱۵-۱۷)

ہماری باتوں کو وہی مانتے ہیں کہ ان کو جب ان باتوں سے سمجھایا جاتا ہے تو وہ سجدے میں گر جاتے ہیں اور پاک ذات کو یاد کرتے ہیں اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ اور وہ بڑائی نہیں کرتے، ان کے پہلو خوابگاہوں سے جدا رہتے ہیں اور اپنے رب کو خوف اور لالچ سے پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ ان کے واسطے ان کے اعمال کے صلے میں آنکھوں کی ٹھنڈک کے کیا کیا سامان پوشیدہ ہیں۔

اللہ کے رسولؐ پر ایمان لانے والے جو آپ کے براہ راست تلامذہ ہیں، اللہ نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر کرکے انھیں زندۂ جاوید بنادیا، ان کے فضائل ومناقب رہتی دنیا تک دہرائے جائیں گے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کے اجمالاً اور تفصیلاً جو فضائل ومناقب ارشاد فرمائے ہیں ان کا تو احاطہ کرنا بھی مشکل ہے۔ حدیث کی تمام کتابوں میں ان حضرات کے فضائل ومناقب کے لئے مستقل ابواب ہیں، ہم یہاں بخاری شریف کی صرف ایک حدیث پر اکتفا کرتے ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ ایک لشکر جہاد کے لئے نکلے گا، لوگ آپس میں کہیں گے کہ تم میں کوئی صحابیٔ رسول ہے؟ معلوم ہوگا کہ ہاں ہیں، ان کی برکت سے فتح ہوگی، پھر دوسرا دور آئے گا لوگ تلاش کریں گے کہ تم میں اصحاب رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صحبت یافتہ (یعنی تابعی) ہے، معلوم ہوگا کہ ہاں ہیں، پھر ان کی برکت سے فتح حاصل ہوگی، پھر تیسرا دور آئے گا اور جہاد میں تلاش ہوگی کہ اصحاب رسول اللہ کے صحبت یافتوں کا کوئی شاگرد ہے، معلوم ہوگا کہ ہاں ہیں، پھر ان کی برکت سے فتح حاصل ہوگی۔ (کتاب المناقب)

نبی کی صحبت کی تاثیر دیکھئے، صحابۂ کرام میں اس کا اثر کتنا قوی ہے کہ اس کی برکت دور دور تک پھیلی ہوئی ہے، اس سے حضراتِ صحابہ کی عظمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ر پر)

اچھی باتیں

’’زندگی بہت مختصر ہے، ہم کسی سے نفرت کرکے یا کسی کا بُرا سوچ کے شاید اپنی جھوٹی انا کی تسکین تو کرلیں گے، لیکن یقین مانیے ہمارے اندر کا انسان کبھی بھی خوش نہیں رہ پائے گا، اس لیے محبتیں بانٹیں ہمیشہ پرسکون رہیں گے ☆ اگر آپ کو علم ہوجائے کہ لوگ کتنی جلدی آپ کو آپ کی موت کے بعد بھولتے ہیں تو آپ لوگوں کو متاثر کرنے میں زندگی ضائع کرنا چھوڑ دیں گے۔‘‘

(حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

’’وہ وقت اب دور نہیں جب تاریخ کی کتابوں میں ہندوستان کی آخری سرکاری ٹرین، آخری سرکاری بس، آخری عوامی صنعت وغیرہ پڑھائے جائیں گے، کسی سرکاری ادارے کی نج کاری پر لوگوں کا چپ رہنا ایک دن پورے ملک کو بھاری پڑے گا، کیوں کہ جب سب کچھ نجی ہاتھوں کو سونپ دیا جائے گا تو اس کی قیمتیں آسمان کو چھوئیں گی۔‘‘

(ہندوستان ۷ر ستمبر ۲۰۲۰ء)

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

خدافراموشی کی سزا

اورتم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجاؤ جنہوں نے اللہ کو جھٹلادیا تو اللہ نے ان کو ایسا کردیا کہ وہ اپنے کو بھول گئے، یہی ہیں نافرمان لوگ ۔(سورہ حشر آیت ۱۹)

وضاحت:۔ قرآن مجید میں تمثیلات وتشبیہات کا اصل مقصد عبرت ونصیحت حاصل کرنا ہے تاکہ انسان اس کے مختلف پہلوؤں پرغوروفکر کرے اوراپنے منعم حقیقی کا شکر گذار بندہ بن کر زندگی گذارے، اس آیت مبارکہ میں بھی اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا کہ انسان کبھی بھی اللہ کی یاد سے غفلت نہ برتے، زمین وآسمان کی تخلیق پرغور کرے، خود اپنی خلقت، بناوٹ وسجاوٹ کو دیکھے کہ اللہ نے جسم کے تمام اعضاء کو کس طرح سجایا اور بنایا ہے، کہیں کوئی نقص نہیں ہے، اس نعمت پراس کو شکر بجالانا چاہئے اوراس کی اطاعت وفرماں برداری کرنی چاہئے، لیکن افسوس ہے کہ انسان دنیاوی لذتوں میں اس قدر محو ہوگیا کہ سب کچھ فراموش کرگیا، اس غفلت وتساہلی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو بھی آخرت میں نفع دینے والی چیزوں سے محروم کردے گا، گویا قرآن مجید نے اپنے بلیغ پیرایہ اسلوب اورانداز بیان میں اس طرف اشارہ کردیا کہ خدا فراموشی کی سزا خود فراموشی ہے، پھر مقاصد اس کی نگاہوں سے اوجھل ہوجاتے ہیں، اوراس پرایک ایسی بحرانی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے کہ احساسات ختم ہوجاتے ہیں، اس کا جسم اتنا تھکا اور ذہن اتنا مشغول ہوچکا ہوتا ہے کہ اس کو اس کی محرومی اور مدہوشی کا بھی ہوش نہیں رہتا، خیالی چیزیں حقیقی چیزوں کی جگہ لے لیتی ہیں، ایک مورخ نے لکھا کہ تمدن کے شاید کسی دور میں اس آیت کا ظہور اس طرح نمایاں اورصاف طریقہ پرنہ ہوا ہو جتنا اس دور تہذیب وترقی میں، انسان کا اپنی ذات کے معاملہ میں انہماک اوراپنی ذات سے شگفتگی، شاید اتنی کسی زمانہ میں نہ ہو، جتنی اس زمانہ میں، لذت وراحت کے وسائل شاید کہیں اتنے ایجاد نہ ہوئے ہوں جتنے اس دور میں، اپنے سوا ہر چیز کے انکار کا ذوق اور ہوش کبھی اتنا عام نہ ہوا ہو جتنا اس موجودہ سوسائٹی میں ہوا لیکن واقعہ اوردن رات کا مشاہدہ کیا ہے؟ انسان اپنے انجام سے سب سے زیادہ بے فکر ہے (امثال القرآن) اورآسائش وراحت کے تمام سامان کے باوجود طمانینت قلب سے محروم ہے، قرآن کہتا ہے کہ اگرتم اپنی بے معنی زندگی کو بامعنی بنانا چاہتے ہوتو اطاعت وانقیاد کی چادر میں سماجاؤ اوریقین مانو کے اس سے تم دنیا میں بھی سکون وآرام پاؤ گے اورآخرت میں بھی ابدی نعمتوں سے لطف اندوز ہوگے۔

عقل مند آدمی کون ہے

حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سمجھدار اورعقلمند آدمی وہ ہے جس نے اپنے نفس کو رام کرلیا اورموت کے بعد کی زندگی کے لئے عمل کیا اوربے وقوف وناداں وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو اس کی خواہشوں کے پیچھے لگادیا اوراللہ پر جھوٹی امیدیں لگائے رکھا۔(ترمذی شریف ابواب الزہد)

مطلب:۔ عام طور پرعقلمند ودانا انسان اس کو تصور کیا جاتا ہے جو دائیں بائیں کرکے میدان کو سر کرلیا کرتا ہے، اوربے وقوف اپنی ناعاقبت اندیشی سے پیچھے رہ جایا کرتا ہے، اورلوگوں کے طعنے سنتا رہتا ہے، لیکن اسلام کہتا ہے کہ عقلمندی اور بے وقوفی کا یہ کوئی معیار نہیں ہے بلکہ عقلمند ودانا شخص وہ ہے جو اپنے نفس کو رام کرلے، نفس کو رام کرنے کا مطلب ہے کہ قیامت کے دن کے حساب وکتاب سے پہلے دنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ کرلے یعنی جو شخص دنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہتا ہے اورخیروشر کے فرق کے ساتھ زندگی گذارتا ہے اوراپنے نفس کو عقل وشرع کے تابع رکھتا ہے ایسے شخص پراللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں کی بارش برساتے ہیں اورقیامت کے دن اس پرحساب کو آسان فرمائیں گے، اس کے برعکس جو زندگی کے قیمتی لمحات کو نفس کی خواہش برآری میں ضائع کرتا ہے اوراس کو لذتوں کے پیچھے بے لگام چھوڑ دیتا ہے ساتھ ہی جنت کی تمنا رکھتا ہے، گویا وہ دھوکہ میں پڑا ہوا ناداں انسان ہے، حضرت امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ اے نفس ذرا انصاف کر، اگرایک یہودی تجھ سے کہہ دیتا ہے کہ فلاں لذیذ ترین کھانا تیرے لئے مضر ہے تو تو صبر کرتا ہے اوراسے چھوڑ دیتا ہے اوراس کی خاطر تکلیف اٹھاتا ہے، کیا انبیاء کا قول جن کو معجزات کی تائید حاصل ہوتی ہے اورفرمان الٰہی اورصحف سماوی مضمون تیرے لئے اس سے بھی کم اثر رکھتا ہے؟ یہ عقلمندوں کا شیوہ نہیں، اگرکہیں بہائم کو تیری حالت کا علم ہوجائے تو وہ تجھ پرہنسیں اورتیری نادانی کا مذاق اڑائیں، پس اگراے نفس، تجھ کو یہ سب چیزیں معلوم ہیں اوران پرتیرا ایمان ہے تو کیا بات ہے کہ تو عمل میں تساہل اورٹال مٹول سے کام لیتا ہے حالانکہ موت کمین گاہ میں منتظر ہے کہ وہ بغیر مہلت کے تجھے اچک لے (احیاء العلوم) اس لئے نفس انسانی کو کتاب وسنت کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہئے اوراس کے لئے خود احتسابی کے عمل کو تیز کرنا چاہئے، کیونکہ محاسبہ سے آدمی کا ذہن بیدار رہتا ہے اوراس کے اندر اصلاح حال کا جذبہ ابھرتا رہتا ہے، اس وقت وہ طالب علم بھی ہوتا ہے اوراستاد بھی، وہ اپنی تشکیل آپ کرتا ہے، انسان اگرخود نہ چاہے تو کوئی دوسرا شخص اس کی شخصیت سازی نہیں کرسکتا ہے، بہت سے لوگ اپنی غلطیوں کی توجیہ تلاش کرنے میں لگے رہتے ہیں پھر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی ذہنی اورروحانی ترقی کے دروازے بند ہوجاتے ہیں اورتزکیہ نفس کا عمل رک جاتا ہے۔ایسے شخص کے بارے میں حدیث شریف میں کہا گیا کہ وہ نادان اوربے وقوف ہے، اس لئے یاد رکھئے کہ دنیا امتحان کی جگہ ہے اگرہم نے یہاں اپنی خواہشات کو قرآن وحدیث کے تابع کیا تو اللہ کے یہاں اعزاز واکرام سے نوازے جائیں گے اوراگراس کو بے لگام چھوڑ دیا تو اللہ کے یہاں سزاوار ہوں گے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

عام راستے پررکاوٹ کھڑی کرنا:

بہت سے لوگ اپنے گھر کی سیڑھی راستے پرنکال دیتے ہیں، دکاندار اپنی دکان راستے پر بڑھا کر لگاتے ہیں ،ٹھیلا والے دکانوں کے سامنے ٹھیلا لگا کر بیچتے ہیں، گاڑی والے راستے پر گاڑی کھڑی رکھتے ہیں جس کی وجہ سے راستہ تنگ ہوجاتا ہے، جام لگ جاتا ہے اور جام میں پھنسنے کی وجہ سے بہت سے لوگوں کی ٹرین چھوٹ جاتی ہے، ایمبولینس میں مریض دم توڑ دیتا ہے، آفس پہنچنے میں تاخیر ہوتی ہے، بہرحال لوگوں کو غیر معمولی تکلیف ہوتی ہے، گاؤں محلہ میں راستہ پر جانور باندھ دیتے ہیں، نالے کا پانی سڑکوں پر بہا دیا جاتا ہے، منع کرنے پر لوگ لڑنے جھگڑنے لگتے ہیں، شرعی اعتبار سے راستہ کے کیا حقوق ہیں اوراس طرح کے عمل کی کہاں تک گنجائش ہے وضاحت فرمائیں؟

الجـــــواب وباللّٰہ التـــــــوفیق

عام راستہ عوامی ملکیت ہے اوراس میں تمام لوگوں کو گزرنے کا حق ہے، راستہ کا حق یہ ہے کہ وہ مامون ومحفوظ ہو اور گزرنے والے کو کسی طرح کی کوئی تکلیف نہ پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستے کے کنارے بیٹھنے سے منع فرمایا اورفرمایا کہ اگر بیٹھنا ہی ہو تو اس کا حق ادا کرو، نگاہیں نیچی رکھو، کسی کو تکلیف مت پہنچاؤ، سلام کا جواب دو، اچھائی کا حکم کرو اور برائی سے روکو، غـض البـصـر، وكف الأذى، ورد السلام، وأمر بالمعروف، ونهى عن المنكر (صحيح البخارى كتاب المظالم والغضب: ۱/۳۳۳)

راستہ میں قضائے حاجت (پیشاب پاخانہ) کرنے سے منع فرمایا اوراس کو لعنت کا سبب بتایا کیونکہ گزرنے والے کو اس سے بے حد تکلیف پہنچتی ہے؛ اتَّقوا اللَّعَّانين، قالوا وما اللعانان يارسول الله؟ قال الذى يتخلّى فى طريق الناس، أو ظلّهم (صحيح مسلم كتاب الطهارة: ۶۱۸)

جہاد عظیم اوراہم عبادت ہے، لیکن اتنی بڑی عبادت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض اس وجہ سے بیکار اور رائیگاں قرار دیا کہ حضرات مجاہدین نے ایک غزوے میں راستے میں پڑاؤ ڈالنے کے وقت جب خیمہ لگایا تو راستے کی جگہ تنگ کردی اور عام گزرگاہ کو بھی نہ چھوڑا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سفر میں منادی کے ذریعہ اعلان کروادیا کہ جو شخص خیمہ لگانے میں تنگی کرے یا راستہ میں خیمہ لگائے تو اس کا جہاد قبول نہیں۔

عن سهل بن معاذ بن انس الجهنى عن أبيه قال: غزوت مع نبى الله صلى الله عليه وسلم غـزوـة كذا وكذا فضيق الناس المنازل وقطعوا الطريق فبعث النبى صلى الله عليه وسلم مـناديا يـنـادى فى الناس ان من ضيق منزلا أو قطع طريقا فلا جهاد له (أبو داوؤد كتاب الجهاد ،باب ما يومر من انضمام العسكر: ۲۶۲۹)

مکان کی تعمیر میں راستے کی زمین کا کوئی بھی حصہ شامل کرنا خواہ کم ہو یا زیادہ غصب کے ضمن میں آتا ہے، جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ناحق کسی کی زمین ہڑپ لی قیامت کے دن اسے اس کے ساتھ زمین کی سات تہ تک دھنسا دیا جائے گا۔

مـن أخـذ شيـئـا مـن الأرض بـغـيـر حقه خسف به يوم القيامة إلى سبع أرضين ۰ (صحيح البخارى باب اثمـن ظلم شيئامن الارض: ۱/۳۳۱)

لہٰذا! لوگوں کی گذرگاہ روک کر دکان لگانا، گاڑی کھڑی کرنا، جانور باندھنا، گھر کی سیڑھی نکالنا، نالے کا گندہ پانی بہانا، عوام کا حق غصب کرنا ہے، اس سے راستے پر چلنے والوں کو عموماً بہت تکلیف ہوتی ہے جو مستقل گناہ ہے، شریعت کی روح اوراس کی روشن تعلیمات کے خلاف ہے جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ سخت گنہگار ہیں اور منع کرنے پر لڑتے جھگڑتے ہیں وہ اپنی نادانی اور جہالت کا ثبوت دیتے ہیں، ایک مسلمان کا کام لوگوں کو راحت پہنچانا اور راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا ہے، نہ کہ لوگوں کو تکلیف میں مبتلا کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں جن میں سب سے ادنیٰ شعبہ امــــاطة الاذىٰ عـن الطريق، راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا ہے، نہ کہ لوگوں کو تکلیف میں مبتلا کرنا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں جن میں سب سے ادنیٰ شعبہ امـاطة الاذىٰ عن الطريق، راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا ہے (صحيح مسلم كتاب الايمان: ۱۵۳)

راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا صدقہ ہے، رب کی خوشنودی اور دخول جنت کا سبب ہے، آپ نے ارشاد فرمایا ایک آدمی صرف اس وجہ سے جنت میں چلا گیا کہ اس نے راستہ سے ایک ایسے درخت کو کاٹ کر ہٹا دیا جس سے گزرنے والے کو دشواری اور تکلیف ہوتی تھی۔

قـال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لقد رأيت رجلا تتقلب فى الجنة فى شجرة قطعها مـن ظهـر الـطـريق كـانـت تـوذى الـنـاس (صـحيح لمسم بـاب فضل ازالة الاذى عن الطريق: ۱۶۷۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے محض اس بنیاد پر مغفرت فرمادی کہ اس نے راستہ سے کانٹوں بھری ٹہنی ہٹا دی۔

قال النبى صلى الله عليه وسلم :بينما رجل يمشى بطريق وجد غصن شوك فى الطريق، فأخَّره، فشكـر الـلـه له فغفر له (صحيح البخارى: ۲۴۷۲ صحيح لمسلم ۶۶۲۹ باب فضل ازالة الاذى عن الطريق) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف

پھلواری شریف

جلدنمبر 60/70 شمارہ نمبر 36 مورخہ ۲۵/محرم الحرام ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۴/ستمبر ۲۰۲۰ء روز سوموار

ایپ وار

ہندوچین سرحد پر دن بدن تناؤ بڑھتا جارہا ہے، بریگیڈر، کمانڈروں کی میٹنگ اور گذشتہ دنوں وزیر دفاع راج ناتھ سنگھ کی چین کے اپنے ہم منصب سے ماسکو میں ملاقات کا بھی کوئی اثر دیکھنے میں نہیں آرہا ہے، فوجی سربراہ بار بار اعلان کررہے ہیں کہ سرحد کے حالات ٹھیک نہیں ہیں اور فوج ہر طرح کے حالات کا سامنا کرنے کو تیار ہے، یہ اعلانات بتاتے ہیں کہ ہم تیزی سے جنگ کی طرف بڑھ رہے ہیں، اللہ کرے کوئی حل نکل آئے تاکہ ملک جنگ کی تباہی سے بچ جائے، کیوں کہ جنگ مسئلے کا حل نہیں ہے، اس سے مزید مسائل پیدا ہوتے ہیں، اس لیے جنگ کو ام المسائل کہنا چاہیے۔

لیکن چین کی دخل اندازی اور اشتعال انگیزی کو خاموشی سے برداشت بھی نہیں کیا جاسکتا، ہم اپنے ملک کی ایک انچ زمین بھی کسی دوسرے کو دینے کے حق میں نہیں ہیں، تو کئی کلومیٹر تک گھس پیٹھ کو کس طرح برداشت کرسکتے ہیں، اس لیے ہندوستان اس پر ناگواری کا اظہار کرتا رہا ہے، اس نے چین کے خلاف اسلحوں کی جنگ تو نہیں، ایپ وار چھیڑ رکھا ہے، اس جنگ کا آغاز ہندوستان نے جون میں ٹک ٹاک سمیت ۵۹/چینی ایپ پر پابندی لگا کر کیا تھا، اب مزید ۱۱۸/ چینی ایپ جس میں پب جی گیم، ایپ لاک، وی چیٹ اور ام وی ماسٹر شامل ہیں، پر پابندی لگادی ہے، یہ پابندی ہندوستانی سائبر کرائم کمبی نیشن سنٹر کی سفارش پر لگائی گئی ہے، گو پابندی کے اعلان میں ہندچین سرحد پر تناؤ کو سبب نہیں قرار دیا گیا ہے، الیکٹرونکس اور انفارمیشن ٹکنالوجی کی وزارت نے اس کا سبب ملک کی خودمختاری، اتحاد، ملک کی سلامتی اور معاشرتی نظام کے لیے اسے خطرہ قرار دیا ہے، چین کو ان پابندیوں سے کروڑوں ڈالر کا نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے، پہلے ہی ٹک ٹاک پر پابندی نے چین کو سخت نقصان پہونچایا تھا اب پب جی گیم پر پابندی سے اسے مزید نقصانات اٹھانے پڑیں گے، کیوں کہ پب جی گیم ہندوستان میں بہت مقبول ہوگیا تھا، ہندوستان نے اس گیم پر پابندی لگا کر دہرا فائدہ حاصل کیا ہے، ایک تو چین کو معاشی نقصان پہونچانے کا اور دوسرا ہندوستان کی نئی نسل کی نفسیاتی حفاظت کا، اس گیم کی وجہ سے نئی نسل قتل وغارت گری کی طرف مائل ہورہی تھی اور ان کا ذہن تشدد کی طرف آمادہ ہورہا تھا، بعض شرکیہ اعمال کی وجہ سے مسلمان بچوں کے عقائد پر بھی اس کا اثر پڑ رہا تھا، اس ایپ وار کی وجہ سے چین دخل اندازی سے باز آئے گا یا نہیں، سرحد کے جن علاقوں میں وہ گھسا بیٹھا ہے اس سے نکلے گا یا نہیں، یہ کہنا ذرا قبل از وقت ہوگا، لیکن اس ایپ وار سے ہندوستان کے لوگوں کا فائدہ یقینی ہے، روپے بھی بچیں گے، وقت بھی بچے گا اور ذہنی طور پر اس گیم سے دہشت اور وحشت پیدا ہورہی تھی اس سے بھی بچنا ممکن ہوسکے گا، اس لیے ہم اس ایپ وار کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

ڈے کلچر

مغرب سے ہمارے معاشرہ میں جو چیز درآمد ہوئی ہے ان میں ایک ڈے کلچر بھی ہے جس میں دن بدن اضافہ ہورہا ہے، پہلے فادرس ڈے، مدرس ڈے، ٹیچرس ڈے، چلڈرینس ڈے، ویمنس ڈے وغیرہ کا چلن تھا، لیکن اب بہت سارے ایام فحاشی اور عیاشی کے لیے بھی مختص ہوگیے ہیں، جیسے ویلنٹائن ڈے، پرپوز ڈے، کس ڈے وغیرہ، پہلے ڈے کا تصور اس کی اہمیت کے نقطۂ نظر سے کیا گیا تھا تاکہ ایک دن پوری توجہ اس مسئلہ پر مرکوز کی جاسکے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مغرب میں بوڑھے ماں باپ کو اولڈ ایج ہوم میں ڈال دیا گیا اور سال میں صرف ایک دن گلدستہ لے کر ان کے پاس حاضر ہونا کافی سمجھا جانے لگا، میں نے برطانیہ کے سفر میں ایک اولڈ ایج ہوم کا دورہ کیا اور ایک معذور باپ سے ملا اور اس کے بیٹے کے بارے میں دو چار شکایت آمیز جملے کہے تو بوڑھا بگڑ گیا، اس نے کہا کہ میرا بیٹا ہیرا ہے ہیرا، میں نے کہا: کیسا ہیرا؟ وہ تم کو اپنے ساتھ رکھنے کے بجائے یہاں اولڈ ایج ہوم میں چھوڑ رکھا ہے، کہنے لگا کہ سب کا بیٹا سال میں ''فادر ڈے'' پر ملنے آتا ہے، اور میرا بیٹا ہر اتوار (ویک اینڈ) پر مجھ سے ملنے آتا ہے، اس لیے وہ اس دور کا ہیرا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ مغرب کے بوڑھے بوڑھیوں نے ان حالات سے سمجھوتہ کرلیا ہے اور اب وہ اسی میں خوش ہیں۔

''ڈے کلچر'' اب ہمارے سماج کا بھی حصہ بن گیا، یوم ولادت، یوم وفات، یوم ازدواج کا تصور تو پرانا ہے اور عام ہے، حالاں کہ نہ تو یوم ولادت دوسرا آسکتا ہے اور نہ یوم وفات، یہی حال یوم ازدواج کا ہے، زیادہ سے زیادہ یہ چار تک جا سکتا ہے، ہاں تاریخیں ہر سال آتی ہیں، لیکن وہ یوم کہاں سے آئے گا، جس دن وہ پیدا ہوا تھا، اس لیے اس قسم کی تقریبات سے بچنے بچانے کی کوشش کرنی چاہیے، لیکن جب بچے کے ہاتھ میں انڈرائڈ موبائل موجود ہے، نیٹ کی سہولت ہے، گوگل پر ہر قسم کی معلومات کا غلط صحیح ذخیرہ موجود ہے، ایسے میں ہم بچوں کو کس طرح اس ڈے کلچر سے دور رکھیں یہ بڑا اہم سوال ہے۔ اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب میں موسیقی کا مزاج تھا، گانے بجانے کا ماحول تھا، ایسے میں اسلام نے اسے ختم کرنے کے لیے اس کا متبادل قرآن کریم کی تلاوت کو قرار دیا اور ''زینوا اصواتکم بالقرآن'' کی ہدایت دی جس سے گانے بجانے اور موسیقی کا مزاج ختم ہوا، کیا ہم اس ڈے کلچر کا کوئی متبادل اپنے بچوں کو دے سکتے ہیں اور اسلامی تاریخ کے اہم واقعات کے نام سے یوم کا انعقاد کرسکتے ہیں، جیسے ان دنوں سرسید ڈے، اقبال ڈے، حجاب ڈے وغیرہ منایا جاتا ہے، اس کی کس قدر گنجائش ہے، اہل علم کو اس پر غور کرنا چاہیے، ممکن ہے غور وفکر سے کوئی دوسرا متبادل بھی سامنے آجائے۔

مرض بڑھتا جارہا ہے

وبائی مرض کورونا نے ہندوستان میں اس قدر پاؤں پھیلایا کہ اب یہ دوسرے نمبر پر آگیا ہے، برازیل ہندوستان سے بہت پیچھے رہ گیا ہے، اب یہاں کورونا مریضوں کی تعداد روزانہ نوے ہزار سے زائد سامنے آرہی ہے، بہار میں یومیہ تعداد بھی دو ہزار کے آس پاس ہے، تالی، تھالی پیٹنے، چراغ روشن کرنے، لاک ڈاؤن، ان لاک ڈاؤن، رات کے کرفیو اور سنیچر اتوار مکمل لاک ڈاؤن کے باوجود بقول شاعر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی، اس پورے معاملہ کا المناک پہلو یہ ہے کہ حکومت جانچ پر جس قدر زور دے رہی ہے، علاج کے وسائل پر اس کی توجہ نہیں ہے، اس لیے مریض اپنے کو بے یار ومددگار محسوس کرتا ہے۔ باخبر ذرائع کا کہنا ہے کہ متاثرین کی تعداد کے اعتبار سے بطور امداد غیر ملکی رقم ملتی ہے، اس لیے حکومت جانچ کے دائرے کو دن بدن بڑھا رہی ہے۔

اس مرض کے بارے میں ڈبلو اچ او کی جو تحقیقات آتی رہی ہیں، اس کو میڈیا نے اس قدر نشر کیا کہ لوگوں میں مرض کے بارے میں خوف وہراس کی وہ کیفیت پیدا ہوگئی، جس کا نقشہ قرآن کریم میں قیامت کے حوالہ سے کھینچا گیا ہے کہ اس دن بھائی، والدین، بیوی اور بچوں تک سے انسان بھاگتا نظر آئے گا، بہت سارے لوگ ان حالات کی وجہ سے موت کی آغوش میں جا سوئے، جب کورونا کا قہر کم تھا تو لاک ڈاؤن لگایا گیا، حالاں کہ اس وقت قطعا اس کی ضرورت نہیں تھی، جب مرض بڑھنے لگا تو نقل مکانی کی اجازت دی گئی، اسپیشل ٹرینیں چلائی گئیں، کل کارخانے کھولے گیے اور اب شرائط وضوابط کے ساتھ سوائے، سنیما ہال، پارک سوئمنگ پل، تھیٹر سب کچھ کھل گیا ہے، ماسک اور سوشل ڈسٹنسنگ سماجی فاصلے پر زور دیا جاتا رہا، بازار اور بس کھلے تو ڈسٹنسنگ کا لفظ مذاق بن کر رہ گیا، بعض جگہوں سے ماسک کو اجتماعی طور پر جلانے کی بھی خبر آئی، جو لوگ ماسک نہیں لگا رہے ہیں پولیس اس سے جرمانہ کی رقم وصولنے میں لگی ہے، اور باضابطہ خبروں میں اعلان کرایا جاتا ہے کہ اتنے لاکھ روپے ماسک نہ پہننے والوں سے بطور جرمانہ وصول کیے گیے، کیا جرمانہ وصولنے سے ماسک نہ لگانے کی تلافی ہوسکتی ہے، پھر جو پابندیاں تھیں وہ مختلف ریاستوں میں الگ الگ تھیں، یعنی مرض ایک اور تدبیریں مختلف، اس کی وجہ سے بھی ڈبلو اچ او کے اعتبار واعتماد پر کافی فرق پڑا اور بعض لوگ اس کی تحقیقات کے ڈانڈے سازشوں سے جوڑنے لگے، کیوں کہ حالات وواقعات بتاتے ہیں کہ جن ملکوں نے ڈبلو اچ او کی ہدایت کو نہیں مانا یا برائے نام مانا وہ ممالک زیادہ اچھی پوزیشن میں رہے، جنوبی کوریا شروع میں مریضوں کی تعداد کے اعتبار سے پانچویں پوزیشن پر تھا، لیکن اب وہ سترویں ملک میں بھی شامل نہیں ہے، نیوزی لینڈ میں مریضوں کی تعداد دو ہزار بھی نہیں ہے، جاپان بھی کورونا پر قابو پانے میں کامیاب ہے، لیکن ہندوستان نے اس کی ہدایت پر عمل کیا تو یہاں یہ مرض بے قابو ہوگیا۔

ادھر ہسپتالوں کا حال یہ ہے کہ جو مریض بھرتی ہوگیا، اس کی خبر تیمارداروں کو صحیح نہیں ملتی، دیکھنے کے لیے کوئی جا نہیں سکتا، آدمی مرض سے کم اس طریقہ کار سے گھٹ گھٹ کر زیادہ مر رہے ہیں، غیر مصدقہ اطلاع کے مطابق انہیں انجکشن لگا کر بھی موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے، راحت اندوری کے بارے میں یہ خبر زیادہ گشت کرتی رہی ہے، ایسے میں اب مریض اسپتال جاتے ہوئے گھبراتے ہیں، انہیں یہ بھی فکر ہوتی ہے کہ مرجانے کے بعد تجہیز وتکفین میں بھی دشواریاں آئیں گی، اور شرعی انداز میں کفن دفن میں بھی سرکاری کارندے دخل انداز ہوجائیں گے، اس لیے لوگ سرکاری اسپتال کا رخ کم کرتے ہیں پرائیوٹ اور نجی کلینک میں علاج کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔

یہ طریقہ صحیح اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ جب اس مرض کی کوئی دوا اب تک نہیں آئی ہے تو جو علاج اسپتالوں میں ہورہا ہے، وہ یہی ہے کہ کھانسی، سردی زکام، تنفس وغیرہ کی دوائیاں دی جائیں، سانس لینے میں تکلیف ہو تو آکسیجن لگا دیا جائے، ظاہر ہے یہ کام کسی بھی اچھے کلینک میں آسانی سے ہوجاتا ہے، پھر تیمارداری بھی ٹھیک سے ہوتی ہے، اس لیے یہ مشورہ درست معلوم ہوتا ہے کہ قریب کے شفاخانے میں ہی علاج کرایا جائے، ظاہر ہے ہمارا یقین ہے کہ موت کا کوئی علاج نہیں ہے اور جب وقت آجائے گا تو کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوگی، دوا میں شفا بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ سے صحت وعافیت مانگتے رہیں، بیماری کے خاتمہ کے لیے بھی اللہ کے دربار میں گڑگڑائیں تاکہ اس وبا کا دنیا سے خاتمہ ہو اور زندگی معمول کے مطابق پٹری پر آجائے۔

عمدہ فیصلہ

کرائسٹ چرچ کی مسجد النور اور لن ووڈ اسلامک سنٹر نیوزی لینڈ کے مجرم برینٹن ٹیرنٹ کو نیوزی لینڈ کی عدالت نے بغیر پیرول کے عمر قید کی سزا سنائی ہے، اس ظالم نے سترہ ماہ قبل ۲۲/مارچ ۲۰۱۹ء کو مسجد میں حملہ کرکے اکاون نمازیوں کو موت کی نیند سلا دیا تھا، اس نے بچوں کو بھی نہیں بخشا تھا، نیوزی لینڈ میں پھانسی کی سزا نہیں دی جاتی ہے، اس لیے یہ وہاں کے لیے سخت ترین سزا ہے، عموما عمر قید والوں کو وقفہ وقفہ سے پیرول پر رہا کیا جاتا ہے، لیکن اس مجرم کو جو عمر قید کی سزا دی گئی ہے، اس میں پیرول پر رہائی عمل میں نہیں آسکے گی۔

اس پورے قضیہ میں نیوزی لینڈ کی وزیر اعظم جاسنڈا آرڈن اور وہاں کی عوام کا رویہ انتہائی مؤثر اور قابل تعریف رہا، جاسنڈا آرڈن نے اس حملہ کو دہشت گردانہ کارروائی قرار دے کر مسلمانوں کے زخم پر مرہم رکھنے کا کام کیا، وہاں کی عوام اس دہشت کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی، جاسنڈا آرڈن نے پارلیامنٹ میں ان شہداء کے لیے تعزیتی نشست کی اور مجلس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کرایا اور اس دن کو یوم سیاہ قرار دیا، وہ حملہ میں بچ جانے والوں کے گھر عیادت کے لیے گئیں، فیصلہ آنے کے بعد انہوں نے کہا کہ مجھے عدالتی فیصلے سے راحت ملی ہے، مجرم ٹیرنٹ کبھی دن کی روشنی نہیں دیکھ سکے گا۔

یہ فیصلہ ان تمام ملکوں کے لیے چشم کشا ہے جو دعویٰ ذات پات، مذہب، نسل کی بنیاد پر عدم تفریق کا کرتے ہیں اور اپنے ملک میں اقلیتوں کا خون بہانے سے دریغ نہیں کرتے، ایسے تمام ممالک کو نیوزی لینڈ سے سبق لینی چاہیے کہ انصاف کس طرح کیا جاتا ہے اور ملک کے شہریوں کے اعتبار واعتماد کو بچانے کے لیے کس طرح اقدام کیے جاتے ہیں۔

فیصلہ میں جو وقت لگا اور مجرم کو سزا سنانے تک جو مدت گذری وہ صرف سترہ ماہ ہے، اتنی تیزی سے مقدمہ کی سماعت اور فیصلہ دے دینے میں بھی ہمارے لیے بڑا سبق ہے، اس لیے کہ فیصلہ میں تاخیر بھی ناانصافی ہی کی ایک شکل ہے، نیوزی لینڈ کے معزز جج نے اس ناانصافی سے شہداء کے وارثین کو بچالیا، یہ اپنے میں خود ایک بڑی بات ہے۔

یادوں کے چراغ ✍ : مفتی محمد سہراب ندوی

حافظ محمد اطہر علی: ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

لانبا قد، گورا رنگ، وجیہ چہرا، سر پر کشتی نما چوڑی پٹی کی ٹوپی، کشادہ پیشانی، طبیعت میں خاموشی، ہر ادا میں شرافت وسنجیدگی کے ساتھ تواضع وانکساری، علماء اور بزرگوں کے احترام میں سراپا نیاز، خانقاہ رحمانی اور امارت شرعیہ کی محبت میں سرشار، دینی اداروں کی خدمت اور ملی کاموں کے لئے ہمہ وقت تیار، یہ سراپا ہے اس بندۂ مخلص، حافظ قرآن ،امارت شرعیہ کے صدر النقیب اور پپرا لطیف بازار کے نیک تاجر کا، جن کو لوگ حافظ محمد اطہر علی کے نام سے جانتے ہیں، ۱۰/اگست سے چند دن پہلے موصوف کی طبیعت خراب ہوئی، گردے کی تکلیف میں بہت پہلے سے مبتلا تھے، علاج کے لئے پٹنہ لائے گئے اور علاج ہی کے دوران ۱۰/اگست کی صبح ۴/بجے اللہ کو پیارے ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ آپ کے مخلص دوست جناب مولانا طٰہٰ صاحب صدر مدرس مدرسہ رشیدیہ پپرا لطیف نے پڑھائی، اور پپرا لطیف ہی کی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

مرحوم ۱/مارچ ۱۹۶۳ء کو پپرا لطیف ضلع کھگڑیا میں پیدا ہوئے، آپ کے والد کا نام محمد طاہر علی تھا، آپ کا گھرانہ خوشحال، دیندار اور سماجی اعتبار سے بھی باوقار تھا، ابتدائی تعلیم کے ساتھ حفظ قرآن مدرسہ رشیدیہ پپرا لطیف میں مکمل کیا، عربی کی تعلیم کے لئے ملک کی مشہور دینی درسگاہ جامعہ رحمانی مونگیر میں داخلہ لیا، گھریلو تقاضہ کی وجہ سے درمیان ہی میں تعلیمی سلسلہ منقطع کرنا پڑا، مدرسہ چھوڑ کر گھر آئے، تجارت کے پیشہ سے وابستہ ہوئے اور اخیر تک اسی پیشہ سے وابستہ رہے۔

اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو بہت سی خوبیوں کا مجموعہ بنایا تھا، وہ ایک نمونہ کے انسان تھے، ان کی تواضع وخاکساری، شرافت ودینداری، مہمان نوازی، علماء کا اکرام اور ملی خدمت کا جذبہ قابل دید تھا، مجھے تین چار مرتبہ وفد امارت شرعیہ کے ساتھ پپرا لطیف جانے کا موقع ملا، ہر مرتبہ جن حضرات نے سب سے آگے بڑھ کر وفد کا استقبال کیا، ان میں دو چہرے سب سے نمایاں تھے، ایک مرحوم حافظ محمد اطہر علی صاحب اور دوسرے مدرسہ رشیدیہ پپرا لطیف کے موجودہ صدر مدرس جناب مولانا طٰہٰ صاحب۔ جب بھی وفد پپرا لطیف پہونچتا، اس کے طعام وقیام کی ساری ذمہ داری مرحوم اپنے سر لے لیتے، اور جب تک وفد کا قیام رہتا اخلاق ومحبت اور جذبۂ خدمت کا ایسا مظاہرہ کرتے کہ بسا اوقات ہم سب کو خود شرمندگی کا احساس ہونے لگتا، امارت شرعیہ سے وابستگی کے بعد میں نے سینکڑوں آبادیوں کے دورے کئے، ان گنت لوگوں سے ملاقات کا موقع ملا، لیکن حافظ صاحب مرحوم جیسا مخلص، علماء نواز، اور بزرگوں کا قدر داں انسان میں نے بہت کم دیکھا، اسی لئے جب ۱۰/اگست کو صبح ۷/بجے قاضی شریعت کھگڑیا محترم جناب مولانا ارشد قاسمی صاحب نے مجھے حافظ صاحب کی وفات کی اطلاع دی تو فوراً دل نے جو صدا لگائی وہ یہی تھی کہ ”ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم“ یقیناً حافظ محمد اطہر صاحب جیسے لوگ آج کے دور میں خال خال ہی ملتے ہیں، اللہ ان کی قبر پر رحمت کی بارش برسائے اور انہیں اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمائے۔

حافظ صاحب مرحوم موجودہ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ سے بے پناہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے، انہیں حضرت امیر شریعت مدظلہ سے بیعت کا شرف حاصل تھا، جب جب حضرت پپرا لطیف تشریف لاتے حافظ صاحب کی عقیدت ووارفتگی دیکھنے کے قابل ہوتی، خود خانقاہ رحمانی مونگیر میں حاضری دیتے رہتے، اور خانقاہ کے فیض عام سے اپنے قلب وروح کو سنوارتے رہتے، حافظ صاحب مرحوم کا امارت شرعیہ سے بھی بہت ہی مضبوط تعلق تھا، وہ ضلع کھگڑیا میں امارت شرعیہ کے صدر النقیب تھے، امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ میں پابندی سے مدعو ہوتے تھے اور امارت شرعیہ کی نسبت سے جب بھی کوئی پیغام ان تک پہونچتا، اس کو روبعمل لانے کے لئے دن رات ایک کر دیتے، جولائی ۲۰۱۹ء میں ضلع کھگڑیا کے دو بلاک میں وفد امارت شرعیہ کا دورہ ہوا، راقم محمد سہراب ندوی بھی اس وفد میں شریک تھا، وفد کے پروگرام میں پپرا لطیف کی آبادی شامل نہیں تھی، لیکن حافظ اطہر صاحبؒ کو وفد کی آمد کی خبر ہوئی تو از خود اپنی آبادی سے قابل قدر رقم جمع کیا اور وفد کی جس دن واپسی تھی اس دن پپرا لطیف بلایا، وفد کی بہترین ضیافت کی، بیت المال کو رقم دیا اور کہا کہ حضرت امیر شریعت مدظلہ کے نمائندے علاقے میں آئیں اور ان کا قدم پپرا لطیف نہ پہونچے یہ کیسے مناسب تھا، یقیناً ان کی وفات سے امارت شرعیہ اپنے ایک بڑے ہی مخلص اور ہمدرد سے محروم ہو گئی۔

ان کی وفات کی غمناک خبر جیسے ہی حضرت امیر شریعت مدظلہ اور امارت شرعیہ کے ذمہ داران وکارکنان تک پہونچی سبھوں نے اس سانحہ پر گہرے صدمہ کا اظہار کیا، ان کی وفات کو ایک اہم ملی خسارہ بتایا، اور ان کے لئے دعائے مغفرت ہوئی۔

اللہ نے مرحوم کو جس طرح دین کی خدمت کرنے اور دینداری کے ساتھ زندگی گذارنے کی توفیق بخشی، نماز روزہ کی پابندی کے ساتھ دو دو مرتبہ حج کی سعادت نصیب فرمائی، حضرت امیر شریعت مدظلہ جیسے ولی کامل اور بافیض شخصیت سے روحانی فیض حاصل کرنے کا موقع دیا اور درجنوں علماء کی زبان نے جن کے بارے میں نیکوکاری کی گواہی دی، بلاشبہ یہ سب کچھ ان کے لئے بڑا توشۂ آخرت ثابت ہوا ہوگا اور ان نیکیوں کے صدقے انہیں ضرور مغفرت کا پروانہ ملا ہوگا۔ مرحوم کے پسماندگان میں اہلیہ، دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں، بچوں کی تربیت دینی خطوط پر ہوئی ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، اور ملت کو مرحوم کا نعم البدل عطا کرے۔ آمین۔

کتابوں کی دنیا ✍ : ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

قرآن کریم کا تاریخی معجزہ

ڈاکٹر محامد عبد الحئ (ایم بی بی ایس، ایم، ایف ایم، اے ایس) پیشہ سے ڈاکٹر ہیں، چیر پھاڑ اور سرجری ان کے پیشہ وارانہ کام کا حصہ ہے، اس کے ساتھ ان کا بڑا اہم مشغلہ قرآن کریم کا مطالعہ بھی ہے، یہ مطالعہ وہ ترجمہ کی مدد سے کرتے ہیں اور قرآن کریم نے تدبر وتفکر، غور وفکر کی جو دعوت بار بار دی ہے، اس کے لیے بھی وقت نکالتے ہیں، یہ ذوق وشوق اصلاً خدا کی جانب سے کسی کسی کو ودیعت ہوتی ہے، اسباب کے درجہ میں انہوں نے یہ ذوق حضرت مولانا عین الحق صاحب مرحوم سے پایا، جن کی آغوش تربیت نے ڈاکٹر محامد کو قرآن کے مطالب ومعانی پر خامہ فرسائی اور غور وفکر کا شعور بخشا، ڈاکٹر محامد عبد الحئ نے اپنی دوسری کتاب ”قرآن کریم کا تاریخی معجزہ“ کا انتساب اپنے اسی استاذ کے نام کیا ہے، اس سے پہلے ڈاکٹر صاحب کی پہلی کتاب ”قرآنی حقائق اور سائنسی انکشافات“ سامنے آئی تھی، جس پر احقر نے تبصرہ کیا تھا اور وہ نقیب میں چھپا بھی تھا، پہلی کتاب کی پذیرائی سے جو حوصلہ ملا وہی اس نئی کتاب کی ترتیب وتالیف کا سبب بنی، ڈاکٹر صاحب کا ارادہ قرآن کریم کے موضوعات ومطالب پر مشتمل دوسرے گوشوں کو بھی سامنے لانے کا ہے، دراصل ڈاکٹر صاحب کی پرورش وپرداخت جس گھر میں ہوئی وہاں کئی پشتوں سے قرآن کریم کی عظمت کے حوالہ سے کام ہوتا رہا ہے، خود ان کے والد ڈاکٹر احمد عبد الحئ نے حئ کمپلیکس میں ایک منزل مسجد کے طور پر مختص کر رکھی ہے اور برسوں سے وہاں درس قرآن کریم کا سلسلہ جاری ہے، میری ناقص معلومات کے مطابق درس قرآن کا باضابطہ آغاز ڈاکٹر احمد عبد الحئ صاحب نے اسی مسجد سے کیا تھا، جو پٹنہ کی مختلف مسجدوں میں دھیرے دھیرے رواج پا گیا اور اب تو کئی نصف درجن سے زائد ایسی مساجد ہیں، جہاں ترجمہ اور تفسیر قرآن کا اہتمام ہے، مسلسل اس قسم کے دروس میں بیٹھنے کا یہ بڑا فائدہ ہوا کہ ڈاکٹر محامد قرآن کریم میں غور وفکر کرنے لگے۔

قرآن پاک کا تاریخی معجزہ نامی کتاب ایک سو چالیس صفحات پر مشتمل ہے، جس میں حرف آغاز اور اظہار تشکر کو چھوڑ دیں تو قرآن کریم کے حوالہ سے اٹھارہ موضوعات پر تاریخی اور جغرافیاتی حقائق کی روشنی میں گفتگو کی گئی ہے۔

جن اقوام وملل کے عبرتناک قصے کو موضوع سخن بنایا گیا ہے، ان میں قوم نوح، عاد، عبار، قوم لوط، فرعون، مصر اور عزیز مصر، اہرام مصر، قوم سبا، سیل عرم وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان واقعات اور اقوام وملل پر تحقیقی گفتگو کی گئی ہے، اہرام مصر کے بارے میں جدید تحقیقات کو بھی موضوع سخن بنایا گیا ہے، قوموں کی تباہی، قدیم تہذیبوں اور ہلاک شدگان میں بعض ترقی یافتہ قوموں کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے، اور آخر میں عالمی سطح پر قرآن کے اثرات کا جائزہ لے کر بتایا گیا ہے کہ قرآنی حقائق وانکشافات یورپ کے علمی پرواز کا نقطۂ آغاز ہیں، اور یہی صحیح ہے۔ اس لیے کہ قرآن کریم کے نزول سے پہلے کا دور آج بھی عربی تاریخ وسیر میں دور جہالت سے تعبیر کیا جاتا ہے، علوم وفنون کی ترقی اور جدید تحقیقات وانکشافات کی کنجی دراصل وہ لفظ ”اقراء“ ہے جو نزول کے اعتبار سے پہلی آیت ہے، پھر جو علوم کے دروازے کھلے تو کھلتے چلے گئے، یورپ اور مغربی ممالک نے یقیناً ان کاموں کو آگے بڑھایا جو مسلمان مفکرین اور سائنس دانوں نے دنیا کو دیا تھا، آج جو سائنس کی بنیاد پر فلک بوس عمارتیں مختلف فنون میں کھڑی نظر آتی ہیں، اس کی اساس وبنیاد وہی ہے جو حاملین قرآن نے سینکڑوں برس قبل ڈالی تھی، ڈاکٹر محامد عبد الحئ نے بہت صحیح لکھا ہے کہ ”اگر کوئی شخص مذہب کو کنارے رکھ کر غیر جانب دار ہو کر قرآن کریم کا مطالعہ کرے تو اس کو یہ یقین کرنے میں دیر نہیں لگے گی کہ درحقیقت یہ ایک معجزہ الٰہی ہے اور کائنات کے کتنے پنہاں رازوں کو وا کر رہی ہے، خواہ وہ سائنس کی بھول بھلیاں ہو یا طبعیات وفلکیات کے راز سربستہ ہوں یا علم ومدنیت وتاریخ ہو۔“

کتاب میں ارض قوم عاد، قوم لوط اور مصر کی تصویریں دی گئی ہیں، جو باتیں کہی گئی ہیں ان کا حوالہ قرآن کریم کی آیات سے دیا گیا ہے اور مستشرقین یورپ کی تحریروں کے اقتباس سے یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ قرآن نے جو کچھ صدیوں پہلے کہا تھا، آج کی علمی دنیا کی تحقیق کا رخ اور نتیجہ اس کے عین مطابق ہے۔ حرف آغاز میں مولف نے لکھا ہے: ”انسانی عقل حیران ہے کہ جن چیزوں کا ثبوت آج ۱۴/سو سالوں کے بعد ہو رہا ہے اور جن حقائق کی دریافت جدید علوم وفنون اور ٹیکنالوجی کی مرہون منت ہے، ان حقائق کی نشاندہی اور ان کے رازہائے سربستہ سے اتنے زمانے پہلے کیسے قرآن کریم نے پردہ اٹھا دیا جب کہ اس وقت نہ تو یہ علوم وفنون ہی رواج پا سکے تھے اور نہ دنیا تکنیکی طور پر اتنی مضبوط ومستحکم ہو پائی تھی، یہی وجہ ہے کہ بے شمار سائنسدانوں اور محققین نے جب قرآن کریم کے کیے گئے دعووں کو ثابت ہوتے اور اس کی نشاندہی کی گئی حقائق کا انکشاف ہوتے دیکھا تو وہ قرآن کریم کی حقیت کو تسلیم کیے بنا نہ رہ سکے۔“

ظاہر ہے کلام الٰہی اور اللہ کے بیان کردہ واقعات کی تائید ہمیں کسی سائنس داں سے تو لینی نہیں ہے، اگر سائنس دانوں کے نتائج اس کے برعکس آتے، تب بھی قرآن کریم کے بیان کردہ واقعات پر کوئی فرق نہیں پڑتا اور ہمارے ایمان ویقین میں اس سے ذرہ برابر فرق نہیں پڑتا، کیوں کہ سائنس دانوں کی تحقیقات کے نتائج بدلتے رہتے ہیں اور ان کو ثبات وقرار نہیں ہے۔

کتاب کی کمپوزنگ مولانا سید عادل فریدی نے کی ہے، طباعت ایرا سولوشن، سبزی باغ پٹنہ کی ہے اور ناشر القرآن اکیڈمی پٹنہ ہے، کتاب تجارتی نقطۂ نظر سے نہ تو لکھی گئی ہے اور نہ چھاپی گئی ہے، اس لیے قیمت درج نہیں ہے، طلب ہو تو مفت میں مل سکتی ہے۔

بیماری آزمائش ہے اور تندرستی ہزار نعمت

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

ہر انسان اپنی زندگی میں مختلف حالات وسانحات سے دوچار ہوتا ہے، بہت سارے نشیب وفراز سے گزرتا ہے اور لاتعداد مصائب وآلام انگیز کرتا ہے، صحت وبیماری، قوت وکمزوری، راحت وتلخی، مسرت وغمگینی، اسارت و آزادی، وسعت وتنگ معاشی وغیرہ جیسے متضاد مراحل کو طے کرتا ہوا منزل آخر تک پہو نچتا ہے، یہ سب در حقیقت رب العالمین کی جانب سے بندوں کیلیے ابتلا وآزمائش، ان کے معاصی کا کفارہ اور بلندیٔ درجات کا سبب ہیں ۔ جب کبھی انسان پر خلاف منشا کچھ حالات آئیں تو اسے خندہ پیشانی سے قبول کرنا چاہیے، صبر وشکیب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہیے، جزع فزع اور تقدیر پر شکوے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ یہی بندگی کا تقاضا ہے اور اسی سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ بے صبری کا مظاہرہ کرنے اور تھک ہار کر مایوس ہوجانے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ مسلمان پر جب کوئی مصیبت، دکھ اور پریشانی آئے تو اس سے اس کے گناہ معاف اور درجات بلند ہوتے ہیں، حتیٰ کہ اگر اسے ایک کانٹا چبھے تو یہ بھی خطاؤں کی معافی اور رفع درجات کا سبب بنتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’مومن کی مثال لہلہاتی ہوئی نرم ونازک کھیتی کی مانند ہے، کسی طرف سے بھی آنے والی ہوا اسے جھکا دیتی ہے، جب وہ سیدھی ہوتی ہے تو اسے دوبارہ کسی مشکل اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے برعکس فاجر آدمی کی مثال صنوبر کے سیدھے اور مضبوط درخت کی مانند ہے (جو ہوا کے جھونکوں سے سرنگوں نہیں ہوتا بلکہ) اللہ جب چاہے اسے اکھاڑ پھینکتا ہے‘‘ (صحیح بخاری)

اس وقت ملک گیر سطح پر کورونا وائرس اور اس قبیل کی متعدد بیماریاں، وبائی شکل میں انسانی معاشرہ پر حملہ آور ہیں، ملک کے تقریباً سبھی صوبوں کو ان مہلک ترین بیماریوں نے اپنے شکنجے میں لے رکھا ہے، لوگ علاج ومعالجے کے لیے پریشان ہیں۔ بیماروں کی ایک بڑی تعداد وہ بھی ہے جنھیں ہسپتالوں میں رات گزارنے کیلیے چھت تک میسر نہیں اور متعدد افراد ایسے بھی ہیں جن کا کوئی پرسان حال نہیں۔ خانگی ہسپتالوں کی بے حسی اور انسانیت بے زاری کا یہ عالم ہے کہ معمولی جانچ اور ابتدائی دوا دارو کیلیے بھی ہزاروں روپے کے نامعقول مطالبات ہیں؛ جنھیں پورا کرنا عام انسان کے بس میں نہیں۔ **اللهم احفظنا من كل بلاء الدنيا وعذاب الآخرة۔**

اس وائرس سے بچنے کے لئے احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں اور یہ سمجھنا چاہئے کہ تندرستی اور بیماری یہ دونوں انسان کے لیے بالکل قدرتی چیزیں ہیں، انسان صحت مند بھی رہتا ہے بیمار بھی ہوتا ہے، اور یہ اس کی زندگی کی علامت ہے؛ کیوں کہ غیر جاندار چیزیں بیمار نہیں ہوتیں؛ بلکہ جاندار بیمار ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ صحت اور بیماری جاندار کی خاصیت ہے، یہ نہ مایوس ہونے کی چیز ہے، اور نہ نفرت کرنے کی، صحت اللہ کی طرف سے بندے کے لئے ایک راحت ہے تو بیماری بھی اللہ کی طرف سے ایک نعمت ہے، جس طرح سے صحت میں انسان کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے اسی طرح بیماری میں بھی صبر سے کام لینا چاہئے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کا معاملہ تو تعجب خیز ہے کہ اس کا ہر کام خیر پر مبنی ہے اور یہ اعزاز صرف مومن ہی کو حاصل ہے۔ اگر اسے خوشی حاصل ہوتی ہے تو وہ اس پر اللہ کا شکر بجالاتا ہے اور یہ شکر بجالانا اس کے لئے نہایت مفید ہے اور اگر اسے کوئی مصیبت یا پریشانی لاحق ہوتی ہے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے۔ اس صبر کرنے میں بھی اس کے لئے خیر و برکت ہے۔ (صحیح مسلم) اس کے علاوہ مومن کو اس دنیا میں جسمانی طور پر مختلف عوارض میں مبتلا کئے جانے پر بھی کئی فضیلتیں احادیث مبارکہ میں وارد ہوئی ہیں۔ چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں!:

۱۔ ’’حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کو کوئی بھی بیماری، تکلیف، تھکاوٹ، غم، پریشانی یا ایذا وغیرہ لاحق ہو حتیٰ کہ اگر اسے کانٹا بھی چبھے تو اللہ تعالیٰ اس تکلیف کے عوض اس مومن کے گناہ معاف کردیتا ہے‘‘ (مسلم)

۲۔ ’’حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کسی مسلمان کو کوئی مرض یا دیگر کوئی تکلیف لاحق ہو تو اس کے سبب اور اس کے عوض اللہ تعالیٰ اس کے گناہ یوں گرادیتا ہے جیسے درخت کے پتے گرتے ہیں‘‘ (بخاری)

۳۔ ’’ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی بندے کے لیے ایک بلند مرتبہ مقدر ہوتا ہے؛ مگر وہ بندہ کوئی عمل کر کے اس مرتبہ کو حاصل نہیں کر پاتا تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی مرضی وپسند کے خلاف اس حد تک آزماتا رہتا ہے کہ اس کے بدلے وہ بندہ اس مرتبہ کا مستحق ہوجاتا ہے‘‘ (صحیح ابن حبان)

۴۔ ’’حضرت ابودرداء سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن سر درد وغیرہ میں مبتلا رہے اور اس کے گناہ کثرت میں اُحد پہاڑ جتنے بھی ہوں تو بیماری کے سبب اس کے ذمہ کوئی معمولی گناہ بھی باقی نہیں رہتا اور مومن کو ان بیماریوں اور تکالیف کی قدر ومنزلت اور فضیلت کا اندازہ قیامت کے دن ہوگا جب پردے ہٹ جائیں گے‘‘ (صحیح ابن حبان)

۵۔ ’’حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں آزمائشوں، تکالیف ومصائب میں مبتلا رہنے والوں کو جب قیامت کے دن بے حد وحساب اجر وثواب سے نوازا جائے گا تو دنیا میں خوشحالی اور صحت وتندرستی کی زندگی گزارنے والے لوگ خواہش کریں گے کہ اے کاش! دنیا میں ہماری جلد اور جسم کو قینچیوں سے کاٹا جاتا اور ہم بھی آج یہ عظیم القدر ثواب حاصل کرسکتے‘‘ (جامع ترمذی)

نعمتِ صحت کی قدر کریں! یوں تو بیماری اور شفا اللہ رب العزت کے قبضہ قدرت میں ہے، وہ جسے چاہتا ہے بیماری میں مبتلا کردیتا ہے اور جسے چاہتا ہے صحت جیسی عظیم الشان نعمت سے سرفراز فرماتا ہے، اللہ تعالی نے ہر بیماری کے ساتھ ساتھ اس کا علاج بھی نازل فرمایا ہے جیسے کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ’’اللہ تعالی نے ہر بیماری کی دوا نازل کی ہے، یہ الگ بات ہے کہ کسی نے معلوم کرلی اور کسی نے نہ کی‘‘ (مستدرک حاکم) لیکن اس کے باوجود متعدد احادیث میں حفظانِ صحت پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن انسان سے سب سے پہلے جن نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا ان میں سرِ فہرست صحت ہے۔ (جامع ترمذی) لیکن بدقسمتی سے اس بیش بہا نعمت کی کما حقہ قدر نہیں کی جاتی اور اس کے سلسلے میں غفلت برتی جاتی ہے۔ مال ودولت اور جائداد کی اہمیت سے تو ہر ایک واقف ہوتا ہے؛ لیکن جس چیز کے ذریعہ یہ تمام چیزیں میسر آتی ہیں یا جس کے ذریعہ ان سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے اس کو برقرار رکھنے اور اس کی حفاظت کے لیے کسی قسم کا احتیاط ملحوظ نہیں رکھا جاتا ہے۔‘

’حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’دو نعمتیں ایسی ہیں جن سے اکثر لوگ غفلت میں رہتے ہیں: صحت اور فرصت‘‘۔ (بخاری) علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مکلّف انسان کو ایسے تاجر کے ساتھ تشبیہ دی ہے جس کے پاس بنیادی سرمایہ ہوتا ہے اور وہ اُس کو سلامت رکھنے کے ساتھ اُس پر نفع بھی کماتا ہے۔ ایسے تاجر کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ وہ جس سے معاملہ کرتا ہے پورے غور وفکر سے کام لیتا ہے اور اپنے معاملات میں سچائی اور مہارت کو لازم پکڑتا ہے تاکہ اُس کو نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ پس صحت اور فراغت تو انسان کا اصل سرمایہ ہیں اور اس کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان‘ نفس کے خلاف کوشش اور دین کے دشمنوں کے خلاف جہاد کے ذریعے معاملہ کرے۔ تاکہ وہ دنیا وآخرت کی خیر نفع میں حاصل کرلے۔ غرضیکہ ہمیں صحت وتندرستی جیسی اہم ترین نعمت کی قدر کرنی چاہیے؛ کیوں کہ جب تک صحت سلامت ہے ہم دنیوی ذمہ داریوں کو بھی بہ حسن وخوبی پورا کرسکتے ہیں اور آخرت کے لیے بھی ذخیرہ اندوزی کی کامیاب کوشش کرسکتے ہیں۔

دعاؤں کا اہتمام کریں! امراض سے حفاظت کے لیے جہاں فرائض کا اہتمام نہایت ضروری ہے وہیں مختلف منقول دعاؤں کا معمول بھی کافی اہمیت کا حامل ہے۔ جیسے معوذتین کے سلسلہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار پڑتے تو اپنے اوپر معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھ کر دم کرلیا کرتے تھے اور اپنے جسم پر اپنے ہاتھ پھیر لیا کرتے تھے، پھر جب وہ مرض آپ کو لاحق ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو میں معوذتین پڑھ کر آپ پر دم کیا کرتی تھی اور ہاتھ پر دم کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر پھیرا کرتی تھی۔ (بخاری شریف)

اسی طرح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص تین بار **بسم الله الذي لايضر مع اسمه شيء في الارض ولا في السماء وهو السميع العليم** ’’اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ زمین وآسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی اور وہی سننے والا اور جاننے والا ہے‘‘ کہے تو اسے صبح تک اچانک کوئی مصیبت نہ پہنچے گی اور جو شخص تین مرتبہ صبح کے وقت اسے کہے تو اسے شام تک اچانک کوئی مصیبت نہ پہنچے گی، راوی حدیث ابومودود کہتے ہیں: پھر راوی حدیث ابان بن عثمان پر فالج کا حملہ ہوا تو وہ شخص جس نے ان سے یہ حدیث سنی تھی انہیں دیکھنے لگا، تو ابان نے اس سے کہا: مجھے کیا دیکھتے ہو، قسم اللہ کی! نہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف جھوٹی بات منسوب کی ہے اور نہ ہی عثمان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف؛ لیکن بات یہ ہے کہ جس دن مجھے یہ بیماری لاحق ہوئی اس دن مجھ پر غصہ سوار تھا اور غصے میں اس دعا کو پڑھنا بھول گیا تھا۔

بیماروں کی مزاج پرسی کریں! حالات کی مناسبت سے یہ بات نہایت ضروری ہیکہ ہم عیادت کی سنت کو زندہ کریں! بلاتفریق مذہب وملت انسانوں کی مزاج پرسی کریں، رشتہ داروں، پڑوسیوں اور دوست احباب میں جو بیمار ہیں ان کی خبر گیری کرتے رہیں، ساتھ ہی حتی الوسع ان کا تعاون کریں اور یاد رکھیں کہ کسی بھی بیمار کی عیادت کو حدیث مبارک میں اللہ تعالیٰ کی عیادت کے مترادف بتلایا گیا، اللہ تعالیٰ کی ذات اگرچہ ہر بیماری سے پاک ہے، اُسے کوئی بیماری وتکلیف ہرگز ہرگز لاحق نہیں ہوسکتی؛ لیکن عیادت کی فضیلت اجاگر کرنے کے لیے اس طرح مثال بیان کی گئی۔ چناں چہ حدیثِ قدسی میں ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل قیامت کے دن فرمائے گا: اے ابن آدم! میں بیمار ہوا اور تو نے میری عیادت نہیں کی، وہ کہے گا: اے پروردگار! میں تیری عیادت کیسے کرتا حالانکہ تو تو رب العالمین ہے۔ اللہ فرمائے گا کیا تو نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اور تو نے اس کی عیادت نہیں کی، کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو تو مجھے اس کے پاس پاتا، اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا؛ لیکن تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، وہ کہے گا اے پروردگار میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا حالانکہ تو تو رب العالمین ہے تو اللہ فرمائے گا: کیا تو نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا؛ لیکن تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا، کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو تو مجھے اس کے پاس پاتا، اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا؛ لیکن تو نے مجھے پانی نہیں پلایا، وہ کہے گا: اے پروردگار! میں تجھے کیسے پانی پلاتا حالانکہ تو تو رب العالمین ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا؛ لیکن تو نے اس کو پانی نہیں پلایا اگر تو اسے پانی پلاتا تو تو اسے میرے پاس پاتا۔ (مسلم شریف)

ان کے علاوہ عیادت کے اور بھی متعدد فضائل بیان کئے گئے ہیں اگر ہم اس کا اہتمام کریں تو اس کی عیادت کی برکت سے اللہ تعالی ہماری بھی حفاظت فرمائیں گے اور زندگی میں چین وسکون کی دولت عطا ہوگی۔

حالات کچھ بھی ہوں، اپنے آپ کو کم ہمتی سے بچا کر رکھا جائے

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

حالات بہت تیزی سے بدل رہے ہیں لیکن ہمیں ان حالات سے نہ پست ہمت ہونا ہے اور نہ شکستہ دل، بلکہ حکمت و تدبیر سے اس کا مقابلہ کرنا ہے اور اجتماعی قوت کو مضبوط کرتے رہنا ہے، ساتھ ہی اپنی اقتصادی حالات کو بھی بہتر بنانا ہے کیونکہ کسی بھی قوم کے لئے معیشت کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی کی ہے، اسلام نے حالانکہ آخرت کو مقصد زندگی بنانے کا حکم دیا ہے اور دنیا پر دین کو ترجیح دینے کا سبق پڑھایا ہے؛ لیکن کسب معاش کی بھی ترغیب دی ہے، اس بات کو بہتر قرار دیا ہے کہ مسلمان کے پاس دینے والا ہاتھ ہو نہ کہ لینے والا، حلال روزی کو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت قرار دیا گیا ہے؛ کیونکہ انسان بہت سے فرائض دولت کے بغیر ادا نہیں کرسکتا اور جو قوم دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتی ہے، وہ عزت و سربلندی کا مقام حاصل نہیں کرپاتی ہے۔ ہندوستان کی صورتحال یہ ہے کہ انگریزوں ہی کے دور سے یہاں خاص طور پر مسلمانوں کی معیشت کو نشانہ بنایا گیا، ملازمتوں سے ان کو الگ کیا گیا، آزادی کے بعد جن شہروں میں کوئی کاروبار مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا، جیسے: علیگڑھ، بنارس، بھاگلپور، مرادآباد وغیرہ، وہاں خوں ریز فسادات کرائے گئے، سخت معاشی پسماندگی کے باوجود مسلمانوں کو ریزرویشن سے محروم رکھا گیا، ملازمتوں میں ان کا گراف اتنا گرچکا ہے کہ وہ بالکل آخری صف میں ہیں: اس لیے ضروری ہے کہ مسلمان معیشت کے ایسے وسائل اختیار کریں، جو کم اخراجات پر مبنی ہوں، جن کے لیے سرکاری وسائل کی ضرورت نہ ہو اور جن کو اپنے اختیار سے چلایا جاسکتا ہو، اس کے لیے ان امور پر توجہ کی ضرورت ہے:

(۱) چھوٹی صنعتوں کا قیام، ان میں اخراجات بھی کم آتے ہیں، قانونی مسائل بھی زیادہ نہیں پیدا ہوتے، جن شہروں میں مسلمانوں نے چھوٹی صنعتوں کو اپنا ذریعہ معاش بنایا ہے، وہاں مسلمانوں کی مالی حالات نسبتاً بہتر ہے، جیسے: بنارس اور مئو میں ساری کا کاروبار، علی گڑھ میں تالے، بھاگلپور میں ریشم کے کپڑے، وغیرہ۔ (۲) تجارت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجارت میں برکت رکھی گئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تجارت کی ہے، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور اکثر مہاجر صحابہؓ نے تجارت کو اپنا ذریعہ معاش بنایا تھا، آج بھی جن علاقوں میں مسلمانوں نے تجارت کی طرف توجہ دی ہے، جیسے: بمبئی، کلکتہ، گجرات اور جنوبی ہند کے بعض علاقے، وہاں وہ معاشی طور پر بہتر حالت میں ہیں، جب معیشت بہتر ہوگی تو اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلانے کے مواقع بھی حاصل ہوں گے اور یہ بھی ان کے لیے معاشی ترقی کا ذریعہ بنے گا۔ (۳) معاش کے دو قدیم ترین ذرائع ہیں: زراعت اور مویشی پالن، پہلے یہ کام معمولی سطح پر کیا جاتا تھا؛ لیکن اب زراعت اور مویشی پالن کی ایک پوری سائنس وجود میں آچکی ہے، جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کرکے کم جگہ میں زیادہ پیداوار حاصل کی جاسکتی ہے۔ جہاں پانی کم ہو وہاں اسی لحاظ سے ایسی چیزوں کی زراعت کی جاسکتی ہے جس میں زیادہ پانی کی ضرورت نہیں پڑتی، مویشی پالن کے ایسے طریقے آگئے ہیں کہ کم مدت میں جانور کا وزن بڑھ جاتا ہے، مسلمانوں کو ان ذرائع کے اختیار کرنے کی ترغیب دینی چاہیے، اس طرح کم وسائل کے ذریعے وہ زیادہ آمدنی حاصل کرسکتے ہیں، اس کی بہترین مثال پنجاب ہے، جہاں معیشت کا بنیادی ذریعہ زراعت ہے، پھر بھی وہ معاشی ترقی کے اعتبار سے ملک کی ریاست نمبر ایک سمجھی جاتی ہے، مسلمان کاشتکار عام طور پر شعور سے تہی دامن ہیں اور وہ حالات کو دیکھے بغیر روایتی کاشت کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ (۴) روزگار کا ایک کم خرچ اور مفید ذریعہ ہنر ہے، ہنرمندوں کی ضرورت قدم قدم پر پیش آتی ہے، الیکٹریشن ہو یا پلمبر، یا کسی اور فن کا ماہر، ہر جگہ اس کی طلب ہے، خلیجی ممالک میں ہنرمندوں کی بہت زیادہ کھپت ہے، بعض شعبے ایسے ہیں جن سے خواتین بھی استفادہ کرسکتی ہیں، جیسے: نرسنگ، میڈیکل لیب، گارمنٹ کی تیاری، وغیرہ، میں جب بنگلہ دیش گیا تو دیکھا کہ گارمنٹ فیکٹری کے باہر عورتوں کی لمبی قطاریں کھڑی ہیں، یہ سب وہاں کام کرنے والیاں ہیں اور انہیں معقول معاوضہ ملتا ہے، اسی کے نتیجے میں بنگلہ دیش اس وقت سارک ممالک میں معاشی ترقی کے اعتبار سے اول نمبر پر ہے، بعض ہنر ایسے بھی ہیں کہ جو لوگ زیادہ جسمانی محنت نہیں کرسکتے اور کسی قدر تعلیم یافتہ بھی ہیں، وہ ان سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں، حکومت اسکیل ڈیولپمنٹ کے نام سے ہنرمندوں کی تیاری پر بہت توجہ دے رہی ہے اور اس کی بہت حوصلہ افزائی کرتی ہے، اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ (۵) سرکاری اسکیمیں، غریبوں بے روزگاروں اور اقلیتوں کے لیے مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی بعض خصوصی اسکیمیں ہیں، اگر آپ اقلیتی اسکیموں سے فائدہ اٹھانے والوں کی فہرست کسی ذریعہ سے حاصل کریں تو آپ دیکھیں گے کہ سب سے بڑی اقلیت یعنی مسلمانوں کا حصہ اس میں بہت ہی کم ہے، ان اسکیموں سے فائدہ اٹھانا ہمارا حق ہے؛ کیونکہ مسلمان بھی اس ملک کو ٹیکس ادا کرتے ہیں، جب کوئی مصیبت آتی ہے تو ہنگامی تعاون کرتے ہیں، ابھی کووِڈ کے موقع سے جن لوگوں نے بڑا ڈونیشن دیا، ان میں کئی مسلمان ہیں اور جس نے سب سے بڑا ڈونیشن دیا، وہ بھی ایک مسلمان ہی تھا، تو مسلمانوں کا حق ہے کہ وہ ایسی سکیموں سے فائدہ اٹھائیں اور ان میں سے بیشتر اسکیمیں ایسی ہے جن کو علماء نے شرعی نقطہ نظر سے بھی جائز قرار دیا ہے۔

ان اسکیموں سے محروم رہنے کے دو بنیادی اسباب ہیں۔ (۱) پہلا سبب افسروں کا تعصب ہے؛ لیکن اگر ہمت نہ ہاری جائے، مقررہ ضوابط کی پیروی کی جائے تو دو چار بار دوڑنے اور دو چار سرکاری آفسوں کی خاک چھاننے کے بعد کامیابی حاصل ہوجاتی ہے، اس لیے جدوجہد کرنی چاہیے اور اپنا حق حاصل کرنا چاہیے، (۲) اس کا دوسرا اور بڑا سبب مسلمانوں کی بے خبری ہے، عام طور پر مسلمان ان اسکیموں سے باخبر نہیں ہوتے، اگر سرسری طور پر کچھ معلوم بھی ہو تو طریقہ کار کی تفصیل سے ناواقف ہوتے ہیں؛ اس لیے اکثر اپنی لاعلمی کی وجہ سے فائدہ نہیں اٹھا پاتے ہیں، ضرورت ہے کہ مسلم آبادیوں میں ''گائیڈنس سینٹر'' قائم کیے جائیں، اس سے بہت سے فائدے حاصل کیے جاسکتے ہیں، جیسے: سرکاری اسکیموں سے فائدہ اٹھانا، پرائیویٹ کمپنیوں میں اور سرکاری محکموں میں ملازمت کے مواقع سے واقفیت، ہنر کی تعلیم کے مراکز وغیرہ، یہ ہمہ مقصدی سینٹر ہوسکتا ہے، اور اگر مسجدوں کو اس کا مرکز بنایا جائے مثلاً ہفتہ یا مہینے میں ایک دن مسجد میں کوئی واقف کار شخص چند گھنٹوں کے لئے اپنا وقت دے دے تو مسجد سے مسلمانوں کا رشتہ مضبوط ہوگا اور کتنے ہی مسلمانوں کو باعزت روزگار مل سکے گا۔

زبان: کسی بھی قوم کے لئے اپنی زبان کی بڑی اہمیت ہے، ہندوستان ایک کثیر لسانی ملک ہے؛ اس لئے زبان کے مسئلہ پر یہاں جھگڑے بھی شروع سے ہوتے رہے ہیں، اردو زبان کا تعلق اگرچہ مذہب سے نہیں ہے؛ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ہندوستان میں پچاسی سے نوے فیصد مسلمانوں کے لئے اردو ہی رابطے کی زبان ہے، دینی مدارس میں یہی ذریعہ تعلیم ہے، مسجدوں میں زیادہ تر بیانات اسی زبان میں کیے جاتے ہیں، یہی زبان جلسوں کی رونق ہے، اردو اخبارات ہی مسلمانوں کے مسائل کی ترجمانی کرتے ہیں، اور سب سے اہم بات یہ کہ اسلامی لٹریچر کے اعتبار سے عربی کے بعد یہ سب سے دولت مند زبان ہے۔ افسوس کہ اردو نے جنگ آزادی میں اہم رول ادا کیا اور اردو شعر و ادب سے دنیا بھر میں ہندوستان کا تعارف ہوا؛ لیکن آزادی کے بعد ہی سے اس زبان کو ختم کرنے کی کوششیں جاری ہیں اور موجودہ تعلیمی پالیسی نے اس متعصّبانہ کوشش کو آخری درجہ پر پہنچا دیا ہے، اگر حکومت کی یہ سازش کامیاب ہوگئی تو ہماری نئی نسل کا رشتہ اپنے ماضی سے اور عوام کا رشتہ علماء سے کٹ کر رہ جائے گا۔ اس پس منظر میں ہمیں ایک طرف قانونی طور پر اردو کو بچانے کی کوشش کرنی چاہیے اور دوسری طرف اپنے طور پر بھی اپنی زبان کی حفاظت کا سروسامان کرنا چاہیے، اس کی بہترین مثال یہودی ہیں، جنھوں نے ہزاروں سال اقتدار سے محروم رہنے کے باوجود اپنی زبان ''عبرانی'' کو محفوظ رکھا اور جب اسرائیل قائم ہوا تو یہ اسرائیل کی سرکاری زبان بن گئی۔

اس سلسلے میں درج ذیل امور پر توجہ دینی چاہیے:

(۱) مسلمان اپنی گھریلو زبان کے طور پر اردو ہی کا استعمال کریں؛ تاکہ نئی نسل کم سے کم بولی کی حد تک اردو زبان سے ضرور واقف رہے۔ (۲) آپسی خط و کتابت میں اردو کا استعمال کریں۔ (۳) اپنی دکانوں اور آفسوں وغیرہ کے سائن بورڈ میں اردو کو شامل کریں۔ (۴) اپنے گھروں میں اردو اخبارات و رسائل جاری کریں اور انہیں پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ (۵) ہر بچہ کو مکتب میں یا گھر میں اردو بولنا اور لکھنا ضرور سکھائیں۔ (۶) مسلمان اپنے زیر انتظام تعلیمی اداروں میں چاہے اس کا میڈیم انگلش ہو۔ بطور ایک زبان کے اردو پڑھائیں۔ (۷) اردو کتابیں خریدیں، اپنے گھروں میں لاکر رکھیں اور اردو کتابیں خرید کر پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ (۸) اردو زبان میں تقریر، تحریر، بیت بازی، حمد، نعت اور غزل کے مقابلے رکھوائیں اور اس پر انعام دیں۔

اگر ہم یہ اور اس طرح کی تدبیروں پر عمل کریں تو ہم خود اپنی کوششوں سے اپنی زبان کو زندہ رکھ سکتے ہیں اور اپنی نسلوں کا رشتہ اسلامی لٹریچر کی وسیع دنیا کے ساتھ استوار کرسکتے ہیں، مگر اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی شدید ضرورت ہے کہ ہندی اور مقامی زبانوں میں منتخب اسلامی لٹریچر کو تیزی سے منتقل کیا جائے، فارسی زبان کوئی اسلامی زبان نہیں ہے، یہ آتش پرستوں کی زبان تھی؛ لیکن جب مسلمان اس خطہ میں پہنچے تو انہوں نے اِس زبان پر اتنی محنت کی کہ یہ مسلمانوں کی زبان بن گئی، یہاں تک کہ آج مسلمان شعراء اور مصنفین کے بغیر فارسی زبان و ادب کا تصور نہیں کیا جاسکتا، اس پر توجہ کی بہت شدید ضرورت ہے؛ تاکہ ہمارے جو بچے اردو نہیں پڑھ سکتے، وہ دین سے ناواقف نہ رہیں، اور اس لئے بھی کہ ہم تمام قوموں کی مشترک زبان ہی کے ذریعہ برادران وطن تک پہنچ سکتے ہیں اور ان تک اسلام کا پیغام پہنچا سکتے ہیں۔

سیاسی قوت میں اضافہ: اس سے کوئی سمجھدار آدمی انکار نہیں کرسکتا کہ سیاسی قوت کی بڑی اہمیت ہے اور زندگی کے تمام شعبوں پر اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں، مسلمانوں کو آزادی کے بعد ہی سے منصوبہ بند طریقے پر سیاست کے میدان میں بے وزن کرنے کی کوشش کی گئی، متناسب ووٹنگ کا نظام ختم کردیا گیا، اگر متناسب ووٹنگ کا نظام باقی ہوتا تو کسی شہری کا ووٹ ضائع نہیں ہوتا؛ بلکہ جو پارٹی جتنے ووٹ حاصل کرتی، اس کے لحاظ سے اس کو نمائندے نامزد کرنے کا حق ہوتا، اس صورت میں ملک میں بکھرے ہوئے مسلمان بھی اپنے ووٹ کو موثر بنا سکتے تھے، موجودہ صورتحال یہ ہے کہ اکثریت کے مقابلے میں اقلیت کا ووٹ ضائع ہوجاتا ہے، اس کے علاوہ جس حلقے میں مسلمانوں کے زیادہ ووٹ ہوتے ہیں، ان کو محفوظ قرار دے دیا جاتا ہے؛ لہٰذا ایک تو اس سلسلے میں قانونی کوشش کرنی چاہیے اور مسلم علاقوں کو محفوظ قرار دینے کے معاملہ کو عدالت میں چیلنج کرنا چاہیے، دوسرے: ایسی پارٹیوں کو تقویت پہنچانی چاہیے جو مسلمانوں کے لئے نسبتاً مفید ہوں۔

اس سلسلے میں درج ذیل باتیں قابل توجہ ہیں: (۱) سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ مسلمان خاموش طریقہ پر اپنے ووٹ کو متحد کریں اور ایسے امیدوار کو کامیاب بنائیں، جو فرقہ پرست امیدوار کو شکست دے سکتا ہو؛ ورنہ فرقہ پرست ووٹوں کا اتحاد ہوجائے گا اور مسلمانوں کے ووٹ ضائع ہوجائیں گے۔ (۲) یہ بھی ضروری ہے کہ سیاسی جلسوں میں جذباتی اور جارحانہ تقریروں سے بچا جائے، اس سے وقتی طور پر مسلمانوں کے جذبات کی تسکین ضرور ہوتی ہے اور نعرے بھی خوب لگتے ہیں، مگر فائدہ سے زیادہ نقصان ہوتا ہے اور مسلم مخالف ووٹ متحد ہوجاتا ہے، اسوہ نبوی ہمارے سامنے ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مسلمانوں کو کس قدر تکلیفیں دی گئیں، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبات میں ہمیشہ دین کی، انسانیت کی اور انصاف کی باتیں کیں اور کبھی اعداء اسلام کے مظالم کو موضوعِ سخن نہیں بنایا۔ (۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف غیر مسلم قبائل سے معاہدہ کیا ہے، ہجرت کے بعد مدینہ میں بسنے والے تمام قبائل کو جوڑ کر وہ تاریخی معاہدہ کروایا، جو ''میثاق مدینہ'' کہلاتا ہے، اس میں یہ سبق ہے کہ ہمیں برادرانِ وطن میں سے ان لوگوں کو ساتھ لینا چاہیے جو ہماری ہی طرح مظلوم ہیں، یعنی: دلت، اگر ہر علاقے میں مسلمان دلتوں کے ساتھ مل کر اپنی پالیسی طے کریں اور شرائط کی بنیاد پر ان کے ساتھ اتحاد کریں تو ملک میں بڑی تبدیلی آسکتی ہے اور ناانصافی کا سدباب ہوسکتا ہے۔

غرض کہ حالات تیزی سے بدل رہے ہیں، امن و امان اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو برقرار رکھنا جن لوگوں کی ذمہ داری ہے، وہ خود نفرت کے بیج بو رہے ہیں اور اقلیتوں کو خوف زدہ کیا جارہا ہے، ان حالات میں ضروری ہے کہ مسلمانوں کو دین پر ثابت قدم رکھا جائے، انہیں تعلیم میں آگے بڑھایا جائے، وہ ''آپ اپنی حفاظت'' کے لائق بن سکیں، نفرت کے ماحول کو اپنے اخلاق کے ذریعہ تبدیل کیا جائے، معاشی ترقی کے لئے ان وسائل پر توجہ دی جائے جن کا حکومت کی مدد پر انحصار نہیں ہے، اردو زبان سے نئی نسل کو آشنا کیا جائے اور اس کو زیادہ سے زیادہ رواج دیا جائے، مقامی زبان میں اسلامی لٹریچر کو منتقل کیا جائے، اور سیاست کے میدان میں باریک بینی کے ساتھ حکمت عملی اختیار کی جائے اور ان سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ برادران وطن کے درمیان اسلام کا اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا سچا تعارف کرایا جائے، اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اس کو پہنچایا جائے، نیز حالات کچھ بھی ہوں اپنے آپ کو کم ہمتی سے بچا کر رکھا جائے؛ کیونکہ بے حوصلہ قوم کی مثال اس درخت کی ہوتی ہے جو اندر سے سوکھ جائے، اس کو ہوا کا ایک جھونکا بھی اکھاڑ پھینکتا ہے۔

جب قانون سیاست کی کٹھ پتلی بن جائے

اداریہ ہندوستان ٹائمز ۹/ ستمبر ۲۰۲۰ء (ترجمہ: محمد عادل فریدی)

منگل کو ریا چکورتی کے منشیات کے معاملہ میں گرفتار ہوتے ہی سشانت سنگھ راجپوت کے کیس نے ایک نیا موڑ لے لیا، اب اخباروں میں الیکٹرونک میڈیا کی تنقید ہو رہی ہے، جو اس کو چیخ چیخ کر سشانت سنگھ راجپوت کی خودکشی کا ذمہ دار بتا رہے تھے، اور کئی دنوں سے مسلسل اس معاملہ کو ملک کے سب سلگتے ہوئے مسئلہ کی طرح کوریج دے رہے تھے۔ اور اس معاملہ کو سنسنی خیز سازش کے طور پر پیش کر رہے تھے جبکہ یہاں اس ایکٹر کی ذہنی صحت پر بحث ہونی چاہئے تھی۔ لیکن یہاں صرف میڈیا ہی کٹھرے میں نہیں ہے۔ بلکہ مسئلہ ہندوستان کے قانون نافذ کرنے والے اداروں اور پولیس ایجنسیوں کا ہے۔

تفتیشی ایجنسیوں کی چابک دستی اور اس کے نتائج سے قطع نظر، جو بات تیزی سے سامنے آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ تمام مرکزی اور ریاستی ایجنسیاں سیاسی ہدایات کے تحت کام کرتی دکھائی دے رہی ہیں۔ اس کیس کا تعلق اب تو سیاست سے بالکل واضح ہو گیا ہے۔ ایک طرف وہ لوگ ہیں جو یہ مانتے ہیں کہ راجپوت کی المناک موت کے لئے ریا چکرورتی ذمہ دار ہے۔ اس نظریہ کو بھارتیہ جنتا پارٹی کے رہنماؤں کی تائید اور حمایت حاصل ہے۔ اور اس کے لیے بی جے پی کے کارکنوں اور حامیوں کی جانب سے سوشل میڈیا پر لگاتار مہم چلائی جا رہی ہے (اور اب تو بی جے پی نے بہار اسمبلی الیکشن میں اس کو اپنی انتخابی مہم میں شامل کر لیا ہے، بی جے پی کی طرف سے سشانت سنگھ راجپوت کے فوٹو اور اس نعرے کے ساتھ ”نہ بھولے ہیں نہ بھولنے دیں گے“ لاکھوں اسٹیکر اور پوسٹر شائع کیے گئے ہیں اور عوامی مقامات پر چسپاں کیے جا رہے ہیں، اس سے بی جے پی یہ تاثر دینا چاہ رہی ہے کہ بہار جہاں بی جے پی کی حکومت ہے وہاں کے ایک شخص کو غیر بی جے پی حکمرانی والی ریاست ممبئی میں سازش کے ذریعہ قتل کیا گیا، جس کے انصاف کی لڑائی بی جے پی لڑ رہی ہے، اور سشانت سنگھ کو انصاف دلانا گویا بہار الیکشن کا سب سے بڑا مُدّا ہے: مترجم)

لہذا، یہ محض اتفاق نہیں ہے کہ یہ مرکزی ایجنسیاں ریا چکرورتی کو متعدد معاملات میں ملوث کرنے میں سب سے آگے ہیں۔ دوسری جانب وہ لوگ ہیں جو یہ مانتے ہیں کہ سشانت سنگھ راجپوت کی موت کا استعمال ممبئ فلم انڈسٹریز اور اس کی اہم شخصیات کو نشانہ بنانے اور ان کو بدنام کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے، اور اس معاملہ میں پولیس کی عام تفتیش کو بگاڑ کر اس کو پیچیدہ بنایا جا رہا ہے، اور اسے غیر حقیقی معاملوں میں الجھایا جا رہا ہے۔ اس لیے اس معاملہ میں مہاراشٹر کی ریاستی حکومت اور انتظامیہ کے ذریعہ ناقدین کے خلاف قانونی کارروائی بھی محض اتفاق نہیں ہے، بلکہ اس کے پیچھے وسیع تر سیاسی مفاد کارفرما ہیں۔

یہاں یہ مسئلہ نہیں ہے کہ کون صحیح ہے اور کون غلط ہے، مسئلہ یہ ہے کہ یہاں ہندوستان کی سبھی اہم سیکورٹی ایجنسیوں کا پوری طرح سے سیاسی استعمال کیا جا رہا ہے، اور انہیں کٹھ پتلیوں کی طرح سیاست کی انگلیوں پر نچایا جا رہا ہے۔ حقیقت میں یہ ایجنسیاں شواہد اور ثبوتوں کی بنیاد پر نہیں بلکہ سیاسی اشاروں پر عمل کر رہی ہیں۔

یقیناً ہندوستان میں حکمرانی کا ڈھانچہ ایسا فریم ورک رکھتا ہے جہاں ریاستوں کے معاملے میں ریاستی پولیس اور مرکز کے معاملے میں دیگر تفتیشی ایجنسیاں ایگزیکیوٹو کنٹرول کے تحت کام کرتی ہیں۔ اس لیے سیاسی نگرانی تو ضروری ہے، کیوں کہ یہ ایجنسیاں حکام کے سامنے جواب دہ ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان ایجنسیوں کے لیے خودمختاری کی بھی اشد ضرورت ہے۔ چونکہ پولیس اصلاحات کے سلسلہ میں بار بار کی جانے والی کوششوں نے یہ ظاہر کیا ہے کہ اس وقت سب سے زیادہ ضروری تفتیشی ایجنسیوں کا سیاسی دباؤ سے آزاد ہونا ہے تاکہ وہ انصاف کے ساتھ کام کر سکیں۔ اگر قانون کا تحفظ، نفاذ اور اس کی پاسداری کرنے والے ادارے آزادانہ طور پر کام نہیں کر رہے ہیں تو ایسی صورت میں قانون کی کوئی حکمرانی قائم نہیں ہوسکتی ہے۔ (آج صورت حال یہ ہے کہ کوئی بھی قانونی ادارہ خواہ وہ تفتیشی ایجنسیاں ہوں یا عدلیہ، حتیٰ کہ سپریم کورٹ بھی سیاسی دباؤ سے آزاد نہیں ہے، بلکہ سیاست کی کٹھ پتلی کے طور پر کام کر رہا ہے اور سیاسی پارٹیاں ان اداروں کو اپنے سیاسی ایجنڈوں کی تکمیل کے لیے بڑی بے شرمی کے ساتھ استعمال کر رہی ہیں، قانونی اداروں کا سیاسی مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال کرنے میں بی جے پی سرفہرست ہے: مترجم)

سوشانت کیس نے ایک بار پھر اس بات کو ثابت کر دیا کہ بھارت کو سیاسی آقاؤں سے اپنی قانونی مشینری کو بچانے کے طریقے تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ بصورت دیگر، غیر ذمہ دار میڈیا اور متعصّبانہ سیاسی تحفظات کے چکر میں شخصی آزادی خطرے میں پڑی رہے گی۔

نئ تعلیمی پالیسی کیا ذات پات کی خلیج مٹا پائے گی

نئی تعلیمی پالیسی موجودہ دیہی اور شہری تقسیم میں اضافہ کرے گی جس نے پسماندہ افراد کو بہت نقصان پہنچایا ہے

گورو جے پٹھانیا جارج ٹاؤن یونیورسٹی واشنگٹن ڈی سی (انڈین اکسپریس ۶/ ستمبر ۲۰۲۰ء؛ ترجمہ: محمد عادل فریدی)

نئ تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ء نے چونتیس سالہ پرانی پالیسی کی جگہ لی ہے۔ گذشتہ تین دہائیوں میں ہندوستان کے سماجی و اقتصادی منظرناموں اور تعلیمی میدان میں سخت نکھاری دیکھنے میں آئی ہے۔ ہندوستان میں اعلیٰ تعلیم کے تقریباً پچاس ہزار ادارے ہیں، جن میں سے ۷۰/فیصد پرائیوٹ ہیں۔ جن میں ۳۵/ملین سے زیادہ طلبہ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ پچھلے بیس سالوں میں رسائی، مساوات اور معیار پر خوب بحث ہوئی ہے، اس کے باوجود صرف گذشتہ تین سالوں میں آئی آئی ٹی سے ۲۴۰۰/طلبہ باہر ہوئے ہیں، جس میں سے تقریباً نصف شیڈول کاسٹ (SC) اور شیڈول ٹرائب (ST) کے ہیں، ایم او ایس گنگا رام اہیر کی رپورٹ کے مطابق سال ۲۰۱۴-۲۰۱۶ کے درمیان چھبیس ہزار پانچ سو (۲۶۵۰۰) طلبہ نے خودکشی کی ہے۔ آج سے تیرہ سال پہلے تھورات کمیٹی کی رپورٹ میں اشرافیہ کے تعلیمی اداروں میں ذات پات کی تفریق اور دلتوں اور آدیواسیوں کے درمیان بڑھتی ہوئی خودکشیوں کی طرف اشارہ کیا گیا تھا، لیکن کانگریس حکومت نے اس کو نظر انداز کر دیا۔ یہاں تک کہ روہت ویمولا کی خودکشی کے بعد بھی اس طرح کے واقعات پر قابو پانے کے لیے کوئی اقدام نہیں کیا گیا۔ اور بدقسمتی سے اس مسئلہ پر نئ تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ بھی بالکل خاموش ہے۔

ہمارا تعلیمی نظام خودغرض نوجوانوں کی ایسی کھیپ پیدا کر رہا ہے، جو اپنی ذات سے وابستہ ہیں، اپنی ذات پات کے تئیں سخت متشدد اور عام معاشرہ سے بے تعلق ہوتے ہیں۔ ہر سال تقریباً ۶۰۰/دلت افراد ہاتھ سے گٹر اور نالوں کی صفائی کے دوران دم توڑ دیتے ہیں۔ پھر بھی ہمارے پالیسی ساز، ماہر تعلیم اور بڑے آئی آئی ٹی کالجوں کے انجینئرز اس طرح کے غیر انسانی عمل کو ختم کرنے کے لئے فکرمندی کے ساتھ سوچنے میں ناکام رہے ہیں۔

ذات پات کی تقسیم ہمارے پورے نظام میں اندر تک پیوست ہے، ذرا سوچئے کہ کالجوں، ہاسٹلوں، تعلیمی اداروں کے نام بھی اگر ذات پات پر مبنی ہوں گے تو اس کا کیا اثر ہوگا مثلاً ویشیہ کالج، جاٹ اسکول، گور براہمن کالج، راج پوت ہاسٹل، ریڈی اسکول وغیرہ۔ اگر کوئی بچہ ان ناموں کو سن کر بڑا ہوتا ہے، تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اگر وہ ذات پات کو فروغ دینے والا ایک فعال ایجنٹ ثابت ہو۔ تعلیم کا مقصد عام ہندوستانیوں کے درد کو سمجھنے کے لئے انسانیت پسندانہ طرزعمل پیدا کرنا ہے۔ طلبہ کے اندر ایسا جذبہ کارفرما ہونا چاہئے کہ انہیں عام لوگوں کی تکلیفوں اور ان کے مسائل کا ادراک اور احساس ہو۔ معاشرتی حقوق کے تئیں ان کے اندر تنقیدی سوچ اور سماج میں مساوات اور انصاف قائم کرنے کے لیے تفریقی اور سماج کو تقسیم کرنے والے عوامل کی مذمت کی بھی ہمت ہونی چاہئے۔ نئ تعلیمی پالیسی اخلاقیات، اخلاقی اصولوں اور اقدار پر زور دیتی ہے، لیکن ان بنیادی مسائل کا حل پیش نہیں کرتی۔

آکسفیم کی رپورٹ میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ اسکول سے باہر رہنے والے ۶/ملین بچوں میں سے ۷۵/فیصد بچے معاشرتی طور پر پسماندہ طبقات سے تعلق رکھتے ہیں (۳۲٫۴/فیصد دلت، ۲۵٫۷/فیصد مسلمان اور ۱۶٫۴/فیصد قبائلی ہیں)۔ کیرلا، پنجاب اور سکم کو چھوڑ کر پورے ملک میں دیہی علاقوں میں بنیادی ڈھانچوں کا معیار ناقص اور کمتر ہے۔ (نئ تعلیمی پالیسی کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کو ایک خاص قسم کی متعصّبانہ فکر کے تحت اور ایک خاص نظریہ کو فروغ دینے کے لیے بنایا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس پوری تعلیمی پالیسی میں ایک جگہ بھی ملک کی دوسری سب سے بڑی آبادی اور ملک کی سب سے بڑی اقلیت یعنی مسلمانوں کا نام تک نہیں لیا گیا، نہ ہندوستان کے اکثر حصوں میں بولی جانے والی زبان اردو کا کہیں نام لیا گیا، نہ ان کی تعلیم کے لیے کسی منصوبہ یا اسکیم کا ذکر کیا گیا۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ اقلیتوں کی تعلیم کا ذکر صرف ڈیڑھ سطر میں کیا گیا ہے وہ بھی ذومعنی طریقہ پر، پالیسی کے الفاظ ہیں ”اسکول اور اعلیٰ تعلیم میں اقلیتی طبقات کی نمائندگی بھی توقع سے کم ہے، یہ پالیسی سبھی اقلیتی طبقات اور خاص کر ان طبقات کے بچوں کی تعلیم کو فروغ دینے کے لیے دخل اندازی کی اہمیت کو قبول کرتی ہے، جن کی تعلیمی طور پر نمائندگی کم ہے۔“ دخل اندازی کے لفظ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ مقصد تعلیم کو فروغ دینا نہیں بلکہ اقلیتوں کے لیے چل رہے موجودہ نظام کے اندر چھیڑ چھاڑ اور اس کو اپنے متعصّبانہ مقاصد کے تحت لانا مقصود ہے: مترجم)

حکومت کی مڈڈے میل اسکیم کی رسائی بارہ کروڑ طلبہ تک ہے، اتر پردیش میں میں نے اپنے فیلڈ ورک کے دوران ایک گاؤں کے واحد اسکول میں اس اسکیم کو قریب سے دیکھا۔ بچے زمین پر بیٹھے ہاتھوں میں اسٹیل کی پلیٹیں لیے کھانے کا انتظار کر رہے تھے، یہ پلیٹیں وہ اپنے اپنے گھر سے لائے تھے۔ جب کھانا تقسیم کیا جانے لگا تو کھانے کی مقدار بہت کم تھی، بچے زیادہ مانگ رہے تھے، مگر ان کو تھوڑا تھوڑا دیا جا رہا تھا۔ بہت سے بچے جن کا پیٹ نہیں بھرا تھا، زبان سے پلیٹیں چاٹ رہے تھے۔ بعد میں مجھے مڈڈے میل اسکیموں میں بڑی ادارہ جاتی بدعنوانیوں کا پتہ چلا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بڑی ذاتوں کے بچے چھوٹی ذات کے باورچیوں کا پکایا ہوا کھانا کھانے سے انکار کر دیتے ہیں۔ نئ تعلیمی پالیسی کا کہنا ہے کہ ”تعلیمی اداروں اور اساتذہ کو نصاب اور تدریسی امور میں اختراعات کی خودمختاری ہوگی۔“ (نئ تعلیمی پالیسی باب 12.3 صفحہ 60) حقیقت میں، دانشوروں کی خودمختاری داؤ پر لگی ہے۔ ”تعلیمی آزادی“ کے الفاظ اس پالیسی سے غائب ہیں۔ ۲۰۱۶ء سے اب تک تیس سے زیادہ تعلیمی پروگرام منسوخ یا بری طرح متاثر ہوئے ہیں جن میں وویک کمار، گھنشیام شاہ، رومیلا تھاپر، ایم این پانینی، نویدیتا مینن اور ستیش دیش پانڈے جیسے نامور دانشور اور ماہرین تعلیم شامل ہونے والے تھے، یہ سبھی حضرات ذات پات مخالف سوچ کی تشہیر کرنے والے ہیں۔ نئ تعلیمی پالیسی کے ذریعہ، حکومت ”تنقیدی سوچ“ کو فروغ دینے کے لئے جدت، تنوع، شمولیت اور کثیر موضوعاتی رسائی لانے کا وعدہ کرتی ہے۔ لیکن حقیقت میں حکومت نے گیارہویں درجہ کے پالیٹیکل سائنس کے نصاب سے سماجی تحریکوں، وفاقیت، شہریت، قوم پرستی اور سیکولرازم سے متعلق ابواب کو مکمل طور پر خارج کر دیا ہے۔ سماجی طور پر پسماندہ پس منظر سے آنے والی نامور شخصیتوں کو خراج عقیدت پیش کرنے کے بجائے حکومت نے سماج میں اصلاح لانے والے بہت سے مشہور و معروف ناموں کو نصابی کتب سے ہٹا دیا ہے۔

نئ تعلیمی پالیسی کی ابتدائی تعلیم مادری زبان میں دینے کی سفارش اچھی ہے، لیکن اس سے موجودہ دیہی/ چھوٹے شہروں، قصبوں اور شہروں کے درمیان تقسیم میں اضافہ ہوگا، جو ہندی-ہنگلش (ہندی آمیز انگریزی)-انگریزی ہے، جس نے معاشرتی طور پر پسماندہ افراد کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔

سابقہ تعلیمی پالیسیوں کی طرح، نئ تعلیمی پالیسی کا وژن امید افزا لگتا ہے، لیکن زیادہ جامع نظام تعلیم کے لئے درکار بنیادی ساخت میں تبدیلی نہیں لا پائے گی۔ ادارہ جاتی اور نسلی تقسیم کو ختم کرنے اور تعلیم کے انسان دوست اور مفید مقاصد کو متوازن کرنے کے لئے اسے زمینی سطح سے ایک ٹھوس نظریہ کی ضرورت ہے۔ صرف چاند کی طرف دیکھ کر، ہم زمین کے گڈھوں کو دیکھنے میں ناکام رہیں گے۔

تعلیمی اداروں پر ہو رہے حملوں کو روکنا ضروری: گٹیر لیس

اقوام متحدہ کے جنرل سکریٹری انٹونیو گٹیر لیس نے اسکولوں اور یونیورسٹیوں سمیت دیگر تعلیمی اداروں پر ہو رہے حملوں کو روکنے کے لئے عالمی برادری سے اس سمت میں کوشش کرنے کی اپیل کی ہے۔ مسٹر گٹیر لیس نے تعلیمی اداروں کو حملوں سے بچانے کے بین الاقوامی دن کے موقع پر منعقدہ ایک ورچوئل پروگرام میں کہا کہ اسکولوں اور یونیورسٹیوں کو محفوظ مقام سمجھا جاتا ہے جہاں بچے اور نوجوان جا کر سیکھتے ہیں اور اپنی ذہنی نشو و نما کرنے کے علاوہ مضبوط بھی ہوتے ہیں۔ انہوں نے سبھی ممبر ممالک سے تعلیم کے حق پر ہو رہے حملوں کو روکنے کے لئے موجودہ بین الاقوامی سمجھوتوں کے تحت اپنی عہد بستگی کا احترام کرنے کی اپیل کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسکولوں اور یونیورسٹیوں کا استعمال فوجی سرگرمیوں اور مقاصد کے حصول کے لئے بھی نہیں ہونا چاہیے۔ انہوں نے اقوام متحدہ کے سبھی ممبر ممالک سے اپیل کی کہ سبھی کے لئے تعلیم کا انتظام یقینی بنائیں، خصوصی طور پر سماج کے محروم طبقات اور پناہ گزینوں کے لئے۔ انہوں نے کہا کہ کورونا وائرس وبا نے ہمارے سماج میں موجودہ کئی کمزور پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ ان میں سے ایک ہے ''تعلیم تک لوگوں کی غیر مساوی رسائی''۔ آنے والی دہائیوں میں پائیدار ترقی کے اہداف کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں اس بات کو یقینی بنانا ہوگا کہ کوئی بھی پیچھے نہ رہ جائے۔ اس کے لئے سبھی کے لئے معیاری تعلیم اور طلبہ کو پڑھنے اور سیکھنے کے لئے محفوظ مقامات کی ضرورت ہے۔ (یواین آئی)

مالی میں دہشت گردوں کے حملے میں تین فوجیوں کی موت، پانچ زخمی

مالی کے وسطی حصے میں ایک فوجی یونٹ پر دہشت گردوں کے حملے میں کم از کم تین فوجیوں کی موت ہوگئی اور پانچ دیگر زخمی ہوگئے، بتایا جا رہا ہے کہ دہشت گرد دو فوجی گاڑیاں بھی لیکر فرار ہوگئے۔ خیال کیا جا رہا تھا کہ مالی کی حالت اگست کے آخر میں فوجی تختہ پلٹ کے بعد سے کافی حد تک مستحکم ہوئی ہے، لیکن اس دہشت گردانہ حملے نے پھر سے نئے خدشات کو جنم دیا ہے۔ یہ تختہ پلٹ بماکو کے پاس کے ٹی فوجی اڈے میں شروع ہوا تھا، باغیوں نے صدر ابراہیم باؤ بکر کیتا، وزیر اعظم باؤبوسیسے اور کچھ دیگر سینئر سرکاری افسران کو حراست میں لے لیا تھا۔ مسٹر کیتا کی جانب سے استعفی دیئے جانے اور پارلیمنٹ تحلیل کرنے کا اعلان کئے جانے کے بعد انہیں علاج کے لئے ملک چھوڑنے کی اجازت دی گئی تھی۔ (یواین آئی)

نیتن یاہو اسرائیل-متحدہ عرب امارات کے امن معاہدہ میں حصہ لیں گے

اسرائیلی وزیر اعظم بنجامن نیتن یاہو آئندہ ہفتہ واشنگٹن میں اسرائیل اور متحدہ عرب امارات کے مابین امن معاہدے کی تقریب میں شرکت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ نیتن یاہو نے کہا: ''میں اسرائیل اور متحدہ عرب امارات کے مابین امن معاہدہ کے لئے امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ کی دعوت پر وائٹ ہاؤس میں ہونے والی تاریخی تقریب میں شرکت کرنے کے حوالہ سے پر جوش ہوں۔'' اس معاہدے پر اسرائیل اور متحدہ عرب امارات کے وفود ۱۵ر ستمبر کو وائٹ ہاؤس میں دستخط کریں گے۔ (یواین آئی)

اسرائیلی تجارتی وفد دو روزہ دورے پر امارات پہنچا

متحدہ عرب امارات سے تجارتی تعلقات قائم کرنے کیلئے اسرائیل کے سب سے بڑے بینک کے سربراہ کی قیادت میں ایک تجارتی وفد دو روزہ دورے پر امارات پہنچا ہے۔ اسرائیلی بینک کے ایک ترجمان کے مطابق اس دو روزہ دورے کے پہلے مرحلے میں وفد دبئی میں بینکاروں اور کاروباری شخصیات سے ملاقات کرے گا۔ (یواین آئی)

افغان نائب صدر بم دھماکے میں بال بال بچ گئے، دس افراد ہلاک

افغان نائب صدر امر اللہ صالح بم دھماکے میں بال بال بچ گئے تاہم ان کے قافلے میں شامل دس محافظ ہلاک اور ۱۶ر زخمی ہوگئے۔ نائب صدر کا قافلہ دارالحکومت کابل کی مرکزی شاہراہ سے گزر رہا تھا کہ سڑک کنارے کھڑی ایک گاڑی زوردار دھماکے سے تباہ ہوگئی جس کے نتیجے میں نائب صدر کے ۱۰ر محافظ ہلاک اور ۱۶ر زخمی ہوگئے۔ (نیوز ایکسپریس)

بنگلہ دیش میں کشتیوں کے خوفناک تصادم میں ۱۰ر خواتین اور بچے جاں بحق

بنگلہ دیش میں دو مسافر بردار کشتیاں آپس میں ٹکرا گئیں جس کے نتیجے میں ۱۰ر افراد ڈوب کر جاں بحق ہوگئے جب کہ ۱۵ر لاپتہ ہیں۔ بنگلہ دیش کے ضلع نیٹروکانا کے دریائے گومالی میں ایک مسافر بردار کشتی کو موٹر سے چلنے والی کشتی نے زوردار ٹکر ماردی جس سے کشتی الٹ گئی اور ۳۵ر مسافر دریا میں ڈوب گئے۔ ریسکیو ادارے کے غوطہ خوروں نے دریا میں سے ۵ر خواتین اور ۵ر بچوں کی لاشیں نکالی ہیں جب کہ ۱۵ر افراد تا حال لاپتہ ہیں۔ غوطہ خوروں نے ۱۰ر افراد کو زندہ نکالا ہے جنہیں قریبی اسپتال میں طبی امداد فراہم کی جارہی ہے۔ (نیوز ایکسپریس)

یونان: تارکین وطن کا سب سے بڑا مرکز آتشزدگی سے تباہ ہوگیا

یونان میں تارکین وطن کا سب سے بڑا مرکز آتشزدگی کی وجہ سے تباہ ہوگیا ہے۔ موریا نامی اس کیمپ میں گنجائش سے زیادہ افراد کو رکھا گیا تھا۔ آگ اتنی شدید تھی کہ اسے بجھانے کے لیے فائر بریگیڈ کی دس گاڑیاں استعمال کی گئیں اور عملے کے ۲۵ر افراد نے اس امدادی کارروائی میں حصہ لیا۔ اس حادثے میں مرکز میں مقیم تارکین وطن میں سے کچھ زخمی بھی ہوئے ہیں۔ ابھی تک یہ واضح نہیں ہوا کہ آگ کیسے لگی۔ (بی بی سی لندن)

امریکہ کا ستمبر کے اختتام تک عراق سے ۲۲۰۰ر فوجی نکالنے کا اعلان

مشرقِ وسطیٰ میں امریکی فوجی کمانڈر نے کہا ہے کہ امریکہ کچھ ہی ہفتوں میں عراق سے اپنے ایک تہائی سے زیادہ فوجی نکال لے گا۔ جنرل کینیتھ میکینزی نے کہا کہ عراق میں فوجیوں کی تعداد ستمبر کے دوران پانچ ہزار سے کم کر کے تین ہزار کی جا سکتی ہے۔ خیال رہے کہ امریکی افواج عراق پر ۲۰۰۳ء میں حملے سے لے کر اب تک کسی نہ کسی صورت میں موجود ہیں۔

سید محمد عادل فریدی

مولانا منت اللہ رحمانی پارامیڈیکل انسٹی ٹیوٹ پھلواری شریف، پٹنہ میں فیزیوتھیراپی اور پیتھولوجی میں ڈگری و ڈپلوما کورس میں داخلے شروع

مولانا سہیل احمد ندوی سکریٹری جنرل امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفئر ٹرسٹ نے اپنے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم امیر شریعت بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ و چیرمین امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفئر ٹرسٹ کی خصوصی توجہ اور نگرانی کے ساتھ قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب کی محنت و کوششوں سے ٹرسٹ کے ماتحت چلنے والے تعلیمی و تکنیکی ادارے مسلسل ترقی کی راہ پر گامزن ہیں اور قوم کے بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے میدان میں آگے بڑھانے کے لیے کوشاں ہیں۔ انہیں اداروں میں سے مولانا منت اللہ رحمانی پارامیڈیکل انسٹی ٹیوٹ امارت شرعیہ کیمپس پھلواری شریف پٹنہ بھی ہے، جس میں فیزیوتھیراپی اور پیتھولوجی میں ڈپلوما اور ڈگری کورسز (BMLT,DMLT,DPT,BPT) چلائے جاتے ہیں۔ خوشی کی بات ہے کہ تعلیمی سال 2020-21 کے لیے بی ایم ایل ٹی اور بی پی ٹی میں داخلہ کی اجازت کی توسیع آریہ بھٹ نالج یونیورسٹی پٹنہ سے حاصل ہوچکی ہے اور داخلہ کی کارروائی شروع ہوگئی ہے۔ واضح ہو کہ فیزیوتھیراپی اور پیتھولوجی میں ڈپلوما کورس (DPT اور DMLT) ڈپارٹمنٹ آف ہیلتھ گورنمنٹ آف بہار (محکمہ صحت حکومت بہار) سے پرمانٹ منظور ہے اور اس میں داخلہ کی کارروائی پہلے سے ہی جاری ہے۔ اب BPT اور BMLT کی منظوری حاصل ہونے کے بعد اس میں بھی داخلہ کی کارروائی شروع ہوگئی ہے۔ داخلہ کے خواہش مند طلبہ مزید معلومات کے لیے ادارہ کے ایڈمنسٹریٹر ڈاکٹر سید نثار احمد سے موبائل نمبر 8873771070 پر رابطہ کر سکتے ہیں، ادارہ کی ویب سائٹ پر جاکر آن لائن بھی فارم بھرا جا سکتا ہے۔ ویب سائٹ کا ایڈریس ہے www.mmrti.org، ای میل ایڈریس: mmrtiparamedicle@rediffmail.com، ان نمبرات پر بھی رابطہ کیا جاسکتا ہے: 7250222587، 70048993361، 9939899930,9834338123

داخلہ کے لیے امیدواروں کو کم از کم بارہویں کلاس میں (فزکس، کیمسٹری، بایولوجی اور انگریزی کے ساتھ) کامیاب ہونا ضروری ہے۔ واضح ہو کہ بی پی ٹی اور بی ایم ایل ٹی کا کورس ساڑھے چار سال کا ہے، جب کہ ڈی ایم ایل ٹی کا کورس ۲ر سال اور ڈی پی ٹی کا کورس ساڑھے تین سال کا ہے، اس کے علاوہ دو سالہ کورس ڈپلوما ان ایکسرے ٹیکنیشین (DMRT) میں بھی داخلہ ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ ایف سی آئی روڈ، پھلواری شریف پٹنہ کے درج ذیل کورسز میں بھی داخلہ جاری ہے: الیکٹریشین، ڈی ایم سول، الیکٹرونکس اور میکانیکل، فیٹر، ایم آر اے سی (دو سالہ کورسز) اور پلمبر (ایک سالہ کورس)

انڈین ریلوے میں دسویں اور بارہویں پاس کے لئے ویکنسی، بغیر امتحان ہوگا سلیکشن

سرکاری نوکری کی تلاش کر رہے دسویں اور بارہویں پاس امیدواروں کے لئے سنہرا موقع ہے، انڈین ریلوے کی انٹیگرل کوچ فیکٹری نے مختلف اپرینٹس عہدوں پر درخواستیں طلب کی ہیں۔ اہل امیدوار آئی سی ایف کی آفیشیل ویب سائٹ پر جا کر درخواستیں دے سکتے ہیں۔ اس بھرتی عمل کے ذریعہ اپرینٹس کے ۱۰۰۰ر عہدوں پر بھرتیاں ہوں گی۔ بتا دیں کہ ان عہدوں پر اعلیٰ تعلیم مثلاً انجینئرنگ، ڈگری، ڈپلوما وغیرہ کے طلبہ درخواست نہیں دے سکتے ہیں۔ درخواست دینے کا عمل ۴ر ستمبر ۲۰۲۰ء سے شروع ہے، درخواست جمع کرنے کی آخری تاریخ: ۲۵ر ستمبر ۲۰۲۰ ہے۔ ان عہدوں پر امیدواروں کا انتخاب میرٹ کی بنیاد پر ہوگا۔ امیدواروں نے دسویں کلاس میں جو نمبر حاصل کئے ہیں اس کی بنیاد پر ان کا انتخاب ہوگا۔ حالانکہ میڈیکل لیب ٹیکنیشین عہدوں کے لئے میرٹ لسٹ بارہویں کلاس میں حاصل کردہ نمبر کی بنیاد پر طے ہوگی۔ امیدواروں کو ان عہدوں پر درخواست دینے کے لئے فیس کے طور پر ایک سو روپئے ادا کرنے ہوں گے۔ اس کے علاوہ انہیں سروس چارج بھی دینا ہوگا۔ بتا دیں کہ یہ فیس ایک بار جمع کرنے کے بعد امیدواروں کو واپس نہیں کی جائے گی۔ یہ نان ریفنڈیبل ہے، درخواست فیس کی ادائیگی آن لائن کرنی ہوگی۔ (بحوالہ نیوز۔۱۸)

۲۱ر ستمبر سے کھل جائیں گے ہائی اسکول، وزارت صحت نے جاری کی گائڈ لائن

کورونا وائرس کی وجہ سے طویل مدت سے اسکول بند ہیں، طلبہ اپنے گھروں میں رہنے پر مجبور ہیں، لیکن اب ایک بار پھر سے بچے اسکول جاسکیں گے، وزارت برائے صحت و خاندانی فلاح نے اسکولوں کو ۲۱ر ستمبر سے کھولنے کی اجازت دے دی ہے، ۲۱ر ستمبر سے درجہ ۹ر سے بارہویں تک کے اسکول کھولے جاسکیں گے، لیکن طلبہ کو اسکول جانے کے لیے مجبور نہیں کیا جائے گا۔ وزارت نے ان کلاسوں کو شروع کرنے سے متعلق گائڈ لائن جاری کردی ہے، تاکہ اسکول آنے والے طلبہ و طالبات کی صحت کا تحفظ یقینی بنایا جاسکے۔ ایس او پی کے مطابق اگر نویں سے بارہویں کلاس تک کے طلبہ اپنے اساتذہ سے رہنمائی حاصل کرنے کے لیے اسکول جانا چاہیں تو جاسکتے ہیں، لیکن اس کے لیے طلبہ کو اپنے والدین یا سرپرستوں سے تحریری طور پر اجازت لینی ہوگی۔ وزارت صحت نے ٹوئٹ کے ذریعہ یہ اطلاع دی ہے کہ وزارت جزوی طور پر اسکول کھولنے سے متعلق ایس او پی جاری کر رہی ہے۔ (بحوالہ این ڈی ٹی وی)

اردو مترجم و معاون مترجم کی بحالی و امتحانات پر حکومت کی پراسرار خاموشی

بہار سرکار نے گزشتہ برس اردو مترجم، معاون مترجم کی بحالی کے لیے درخواستیں طلب کی تھیں، لیکن تا حال بحالی تو دور، امتحان تک نہیں ہوئے ہیں، سرکار اس بارے میں پراسرار طور پر خاموش ہے، جس سے اس الزام کو تقویت مل رہی ہے کہ نتیش حکومت اردو کے لیے اور اقلیتوں کے لیے کچھ کرنا نہیں چاہتی ہے، بلکہ انتخابی موسم میں صرف بہلاوا دے رہی ہے۔ سوشل میڈیا پر حکومت کے اس رویہ کے خلاف سخت ناراضگی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ مطلب صاف ہے حکومت کرنا کچھ نہیں چاہتی ہے بس الیکشن کے لیے لالی پاپ دے رہی ہے، ویسے بھی ہائی اسکولوں میں اردو کے حوالے سے سرکاری نوٹیفیکیشن سے نتیش سرکار کی اردو دشمنی پر مسلسل سوال اٹھ رہے ہیں۔ (ایجنسی)

طب و سائنس

جسمانی طاقت کو کیسے بڑھائیں

کورونا وائرس کی وبا دنیا بھر میں بہت تیزی سے پھیل رہی ہے اور ہوسکتا ہے کہ آپ سوچتے ہوں کہ اس صورتحال میں خود کو صحت مند کیسے رکھیں؟ کیا کوئی ایسی جادوئی چیز ہے جو آپ کو اس سے بچا سکتی ہے؟ مگر اچھی خبر یہ ہے کہ ایسے متعدد ذرائع موجود ہیں جو مدافعتی نظام کے افعال کو درست رکھنے میں مدد دیتے ہیں، جس سے صحت مند رہنا ممکن ہوسکتا ہے اور کورونا وائرس کے خلاف جسم کو لڑنے میں بھی مدد مل سکتی ہے۔ان میں ہاتھوں کی مناسب صفائی، اچھی غذا کا خیال، جسمانی طور پر متحرک رہنا، مراقبہ، اچھی نینداور تناؤ کو کنٹرول رکھنا شامل ہے۔ مدافعتی نظام کو مضبوط بنانے کے لیے غذا کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں اوراس کے لیے چند غذائی عناصر کا استعمال کرنا مفید ثابت ہوسکتا ہے۔مضبوط مدافعتی نظام کو وڈ 19 کے انفیکشن کا اثر کم کرنے میں کسی حد تک مدد کرسکتا ہے جبکہ اس کے ساتھ ساتھ نزلہ زکام، فلو اور دیگر امراض کی روک تھام بھی ہوسکتی ہے۔

ترش پھل: ایسا مانا جاتا ہے کہ وٹامن سی مدافعتی نظام کو مضبوط بنانے میں مدد دے سکتا ہے، کیونکہ اس کے نتیجے میں خون کے سفید خلیات بننے کی شرح بڑھتی ہے، جو انفیکشن میں لڑنے میں مدد دیتے ہیں۔لگ بھگ تمام ترش پھلوں میں وٹامن سی کی مقدار کافی زیادہ ہوتی ہے جیسے گریپ فروٹ، مالٹے، لیموں، سنترے اور متعدد ہی ایسے پھل۔ ہمارا جسم وٹامن سی کو خود بنانے یا محفوظ رکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تو غذا کے ذریعے اسے حاصل کیا جاتا ہے، خواتین کو روزانہ 75 ملی گرام جبکہ مردوں کو 90 ملی گرام وٹامن سی کی ضرورت ہوتی ہے۔

سرخ شملہ مرچ: پھلوں کے علاوہ سرخ شملہ مرچ میں بھی 127 ملی گرام وٹامن سی ہوتی ہے جبکہ یہ بیٹا کیروٹین سے بھی بھرپور ہوتی ہے، مدافعتی نظام کو مضبوط بنانے کے وٹامن سی اور بیٹا کیروٹین جلد کو بھی صحت مند رکھنے میں مدد دے سکتے ہیں، جو جسم مین وٹامن اے میں بدل جاتا ہے جو آنکھوں اور جلد کو صحت مند بناتا ہے۔

لہسن: لہسن کا استعمال پکوان کا ذائقہ زیادہ بہتر کردیتا ہے۔لہسن شریانوں کو اکڑنے کی رفتار سست کرنے میں بھی مددگار ہوسکتی ہے جبکہ کچھ کمزور شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ بلڈ پریشر کی سطح بھی کم ہوسکتی ہے۔لہسن میں مدافعتی نظام کو مضبوط بنانے کی طاقت بھی ہوتی ہے جس کی وجہ اس میں سلفر پرمبنی مرکبات کی موجودگی ہے۔

ادرک: ادرک ورم میں کمی لانے کے ساتھ گلے کی سوجن اور ورم والے امراض میں کمی لانے میں مدد دیتا ہے، ادرک سے متلی کی کیفیت پر قابو پانے میں بھی مدد مل سکتی ہے۔ادرک سے دائمی درد میں بھی کمی لائی جاسکتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس میں کولیسٹرول کی سطح کم کرنے کی خصوصیات بھی ہیں۔

پالک: پالک وٹامن سی سے بھرپور سبزی تو ہے ہی اس کے ساتھ اس میں متعدد اینٹی آکسائیڈنٹس اور بیٹا کیروٹین بھی موجود ہوتے ہیں، جو مدافعتی نظام کی انفیکشن کے خلاف لڑنے کی صلاحیت کو بڑھا سکتے ہیں۔

دھی: دہی میں ایسے بیکٹر یا موجود ہوتے ہیں جو مدافعتی نظام کو امراض کے خلاف لڑنے کے لیے متحرک ہونے میں مدد دے سکتے ہیں، چینی کے بغیر دہی کا استعمال اس حوالے سے زیادہ مددگار ثابت ہوسکتا ہے یا پھلوں اور شہد سے اس کو میٹھا کر کے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔دہی وٹامن ڈی کے حصول کا بھی اچھا ذریعہ ہے اور یہ وٹامن مدافعتی نظام کو ریگولیٹ کرتا ہے اور مانا جاتا ہے کہ اس سے امراض کے خلاف جسم کا قدرتی دفاع بہتر ہوتا ہے۔تحقیقی رپورٹس میں بھی عندیہ دیا گیا کہ وٹامن ڈی کی کمی کووڈ 19 کے اثر کو سنگین بنا سکتی ہے جبکہ اس وٹامن کی مناسب سطح اس مرض کی شدت میں کمی لانے میں مدد دے سکتی ہے۔

بادام: بادام میں موجود وٹامن ای صحت مند مدافعتی نظام کی کنجی ثابت ہوسکتا ہے، یہ ایسا وٹامن ہے جو گریوں جیسے بادام میں موجود چکنائی کو جسم میں جذب ہونے میں مدد دیتا ہے۔

سورج مکھی کے بیج: یہ بیج متعدد غذائی اجزا جیسے فاسفورس، میگنیشم اور وٹامن بی 6 اور ای سے بھرپور ہوتے ہیں، وٹامن ای کی خصوصیات تو اوپر درج کی جاچکی ہیں جو مدافعتی نظام کے افعال کو ریگولیٹ اور مستحکم رکھنے میں مدد دیتا ہے۔اس کے علاوہ سورج مکھی کے بیجوں میں سیلینیم کی مقدار بھی کافی زیادہ ہوتی ہے اور مختلف تحقیقی رپورٹس) جن میں سے بیشتر جانوروں پر ہوئی (میں بتایا گیا کہ یہ جز وائرل انفیکشنز جیسے سوائن فلو کے خلاف لڑنے میں مدد دیتا ہے۔

ھلدی: ہلدی کا استعمال تو عرصے سے مختلف امراض کی روک تھام کے لیے ہورہا ہے اور طبی سائنس نے ثابت کیا ہے کہ اس میں موجود اینٹی آکسائیڈنٹ مدافعتی نظام کو بھی مضبوط بناتے ہیں اور اینٹی وائرل ہوتے ہیں، مگر اس حوالے سے مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔

سبز چائے: سبز اور سیاہ چائے دونوں میں فلیونوئیڈز کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے، مگر سبز چائے میں ای جی سی جی نامی بہت طاقتور اینٹی آکسائیڈنٹ بھی ہوتا ہے، جو مدافعتی نظام کے افعال کو بہتر کرتا ہے۔اس کے علاوہ سبز چائے میں امینو ایسڈ ایل theanine بھی موجود ہوتا ہے جو ٹی سیلز میں جراثیموں کے خلاف لڑنے والے مرکبات بنانے میں مدد دے سکتا ہے۔

پپیتا: پپیتا بھی ایسا پھل ہے جس میں وٹامن سی کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے جبکہ اس میں ایک انزائمے پاپاین بھی موجود ہوتا ہے جو ورم کش اثر رکھتا ہے۔ پپیتے میں پوٹاشیم، میگنیشم اور فولیٹ کی بھی مناسب مقدار ہوتی ہے جو مجموعی صحت کے لیے فائدہ مند ہوتی ہے۔

چکن: چکن میں وٹامن بی سکس کی مقدار کافی زیادہ ہوتی ہے اور یہ وٹامن متعدد کیمیائی ری ایکشنز میں اہم کردار ادا کرتا ہے جبکہ یہ خون کے نئے اور صحت مند سرخ خلیات بننے کے لیے بھی ضروری ہے۔

درست مقدار کا خیال رکھنا: درحقیقت اوپر درج صرف ایک ہی غذا کا استعمال امراض کے خلاف میں مدد نہیں دیتا، غذا کی مقدار اور روزانہ درکار غذائی اجزا کا خیال رکھنا بہت ضروری ہوتا ہے۔اچھی غذا کا استعمال ایک اچھا آغاز ہوتا ہے جو متعدد امراض سے تحفظ دینے میں مدد دے سکتا ہے۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

مولانا محمد منظور قاسمی نگراں دفتر امارت شرعیہ کٹک کا انتقال؛ امارت شرعیہ میں تعزیتی نشست

پچھلے دنوں پے در پے ملک کی کئی مقتدر ہستیوں کی وفات کا حادثہ پیش آیا، ابھی ان حادثوں کا زخم تازہ ہی تھا کہ ریاست اڈیشہ کے ممتاز عالم دین اور امارت شرعیہ کے رکن شوریٰ اور دفتر امارت شرعیہ کٹک کے نگراں مولانا محمد منظور قاسمی بھی ۴/ستمبر ۲۰۲۰ء روز جمعہ کو طویل مدت تک صاحب فراش رہنے کے بعد داغ مفارقت دے گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ان کے سانحۂ ارتحال پر دفتر امارت شرعیہ میں ایک تعزیتی نشست مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب قائم مقام ناظم امارت شرعیہ کی صدارت میں منعقد ہوئی، جس میں اظہار تعزیت کرتے ہوئے قائم مقام ناظم صاحب نے کہا کہ مولانا محمد منظور قاسمی ایک متواضع، منکسر المزاج اور وضع دار عالم دین تھے، ان کا امارت شرعیہ سے ایمان وعقیدہ کا رشتہ تھا، اور وہ اس نسبت سے امارت شرعیہ کے پیغام کو اڈیشہ کے مختلف حلقوں میں پہونچانے کے لیے فکر مند رہتے تھے، دار القضاء کٹک کے وہ نگراں تھے اور پوری ذمہ داری اور پابندی کے ساتھ اپنے فرائض کو انجام دیتے تھے۔ان کے انتقال سے اس علاقہ میں ایک بڑا علمی خلا پیدا ہوگیا ہے، جس کی تلافی مستقبل قریب میں نظر نہیں آتی ہے۔مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ مولانا قاسمی سے دس سالوں سے میرے تعلقات رہے ہیں، وہ پروفیسر کے عہدے سے رٹائر ہوئے اور اڈیشہ اردو اکیڈمی کے چیرمین بھی رہے، ہر جگہ اپنے صاف ستھرے کردار و عمل کی وجہ سے الگ شناخت قائم کی۔مولانا سہیل احمد ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ مولانا بڑے ایماندار اور دیانت دار اور مہمان نواز عالم دین تھے، ۱۹۹۹ء کے سائکلون طوفان کے موقع پر اس کا اکثر مشاہدہ ہوا، اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور امارت شرعیہ کو دفتر کٹک میں ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے فرمایا کہ مولانا محمد منظور قاسمی صاحب اڈیشہ کی بہت ہی مقبول، معتمد اور معتبر شخصیت کے حامل عالم دین تھے، بلاشبہ ان کا ہمارے درمیان سے اٹھ جانا ایک بڑا ملی سانحہ ہے۔اس تعزیتی نشست میں مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی نائب قاضی امارت شرعیہ، مولانا مفتی محمد وصی احمد قاسمی صاحب نائب قاضی امارت شرعیہ، مولانا رضوان احمد ندوی نائب مدیر ہفتہ وار نقیب، مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ، مولانا شمیم اکرم رحمانی صاحب معاون قاضی امارت شرعیہ، مولانا محمد ارشد رحمانی صاحب آفس سکریٹری دفتر نظامت، مولانا راشد العزیری ندوی صاحب، مولانا ضیاء الاسلام صاحب وغیرہ موجود تھے۔سبھوں نے مولانا کے وصال پر دلی رنج وغم اور صدمے کا اظہار کیا اور اجتماعی طور پر مولانا کی مغفرت، بلندی درجات اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی۔

حیدرآباد کی سکریٹریٹ کی دو مساجد اسی مقام پر تعمیر کرنے کا چیف منسٹر تلنگانہ کا اعلان

تلنگانہ کے وزیر اعلیٰ کے چندر شیکھر راو نے کہا ہے کہ نئے سکریٹریٹ میں مساجد، مندر اور چرچ کی تعمیر سرکاری مصارف پر کی جائے گی۔انہوں نے اعلان کیا کہ اسمبلی کے مجوزہ سیشن کے اختتام کے بعد ایک ہی دن تمام عبادت گاہوں کا سنگ بنیاد رکھا جائے گا اور تعمیری کام شروع کرتے ہوئے اس کو جلد ہی مکمل کرلیا جائے گا دونوں مساجد اسی مقام پر تعمیر کئے جائیں گے۔اس طرح ریاست کی گنگا جمنی تہذیب کو برقرار رکھا جائے گا۔ چیف منسٹر نے سکریٹریٹ کی مساجد کی دوبارہ تعمیر کے مسئلہ پر آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کے تلنگانہ سے تعلق رکھنے والے ارکان اور دیگر مسلم تنظیموں کے ذمہ داروں سے اپنے کیمپ آفس پرگتی بھون میں ملاقات کی۔اس موقع پر سکریٹریٹ کی مساجد کی تعمیر اور دیگر مسائل پر تبادلہ خیال کیا گیا۔سکریٹریٹ کی نئی عمارت کی تعمیر کے لئے پرانی عمارتوں کو منہدم کرنے کے دوران ان مساجد اور ایک مندر کو بھی منہدم کردیا گیا تھا۔ چیف منسٹر نے اس وفد سے تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔انہوں نے اس سلسلہ میں تمام علما و مشائخ کی رائے حاصل کی اور اہم فیصلے لئے۔اس اجلاس میں سکریٹریٹ کی تعمیر کے لئے منہدمہ مساجد اور ایک مندر کو تمام سہولیات کے ساتھ سرکاری خرچ پر تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔حکومت دو مساجد کی تعمیر کرے گی، ہر مسجد ۷۵۰/مربع فیٹ (جملہ ۱۵۰۰/مربع فیٹ) ہوگی۔اس میں امام کے رہنے کا کوارٹر بھی ہوگا۔نئے سکریٹریٹ میں نئی مساجد اسی مقام پر تعمیر کی جائیں گی جہاں وہ تھیں۔نئی مساجد کی تعمیر کا کام ریاستی وقف بورڈ کے حوالے کیا جائے گا۔(یو این آئی)

شرح نمو میں گراوٹ سے مہنگائی آسمان پر

کورونا وبا کے قہر سے بچنے کی کوشش میں جہاں لاک ڈاؤن نے اقتصادی ترقی کی رفتار دھیمی کردی ہے وہیں اشیاء ضروریہ کی بڑھتی قیمتوں سے مہنگائی کی مار نے عام لوگوں کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔گزشتہ ماہ سے روزمرہ کی ضرورت کی اشیاء اور سبزیوں کی قیمتوں میں مسلسل ہورہے اضافے نے آنے والے دنوں میں حالات کے اور مشکل ہونے کا اندیشہ پیدا کردیا ہے۔ملک کی جی ڈی پی کے ریکارڈ سطح تک غوطہ لگانے کے بعد اب آنے والے دنوں میں ملک کی اقتصادی حالت اور ترقی کی رفتار کو لے کر ماہرین طرح طرح کے خطرے ظاہر کررہے ہیں لیکن اس کا سیدھا اثر اب اشیاء ضروریہ کی قیمتوں اور بازار پر بھی نظر آنے لگا ہے، ملک کی جی ڈی پی کے منفی ہونے کے اثرات کاروبار اور روزگار پر بھی پڑ رہے ہیں ایسے میں بڑھتی مہنگائی کی دہری مار عوام پر پڑنا لازمی ہے۔ایک طرف عام لوگ بڑھتی مہنگائی کی وجوہات سمجھ پانے سے قاصر ہیں تو دوسری طرف ان کا کہنا ہے کہ جہاں لاک ڈاؤن کے دوران سبزی کی قیمتیں کافی کم ہوگئی تھی جبکہ سب کچھ بند تھا وہیں ان لاک کی شروعات کے بعد سے سبزیوں کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے، جبکہ ماہر اقتصادیات مانتے ہیں کہ جی ڈی پی گرنے کا اثر ہر سیکٹر پر پڑنا لازمی ہے۔اطلاعات ہیں کہ ملک کی بڑی سبزی منڈیوں جیسے دہلی کی آزاد پور منڈی اور ممبئی کی واشی اے پی ایم سی میں سبزیوں اور پھلوں کے ٹرک تو آرہے ہیں، لیکن وہاں سے شہروں میں سپلائی کم ہے جس کی وجہ سے ریٹ زیادہ ہے۔اگر سپلائی چین ٹھیک ہوجائے تو دام خود بخود کم ہو جائیں گے، اس وقت سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے۔واضح رہے کہ متعدد جگہوں پر لاک ڈاؤن کی وجہ سے بھی سپلائی چین متاثر ہورہی ہے اور اشیاء کے دام میں اضافہ درج کیا جارہا ہے۔جیسے ہی سپلائی چین بہتر ہوگی دام قابو میں آنے کا امکان ہے۔(ایجنسی)

ڈاکٹر عثمان غنی امارت گرلس کمپیوٹر سنٹر ہارون نگر، پٹنہ-تاریخ کے آئینہ میں

شاہ نواز احمد خان رٹائر لیبر کمشنر حکومت جھارکھنڈ

امت مسلمہ کی ہمہ جہت ترقی کے لیے جہاں جامعات کی ضرورت ہے، وہیں تکنیکی اداروں کے قیام کو بھی لازمی جزو کی حیثیت دی گئی ہے۔ ایک سرے پر دارالعلم ہے، دوسری طرف دارالعمل؛ علم وعمل کسی قوم کی ترقی کے لیے جزو لاینفک ہیں۔ مفکر قوم وملت حضرت مولانا علی میاں قدس سرّہ اپنے خصوصی خطاب میں صنعت داؤدی پر اکثر زور دیتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام فن آہن گری کے موجد اول ہیں۔ مرور ایام کے بشانہ چل کر یہی فن انجینئرنگ کے شعبہ میں داخل ہوا۔ آئرن اینڈ اسٹیل انڈسٹری کی اساس اسی فن آہنگری کی رہین منت ہے۔ اس فن کی ہمہ گیریت وافادیت کو مسلم امۃ کے حق میں پہلے امارت شرعیہ نے محسوس کیا اور حضرت امیر شریعت رابعؒ اور ان کے رفیق کار قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ نے اپنی وسعت نظری کا ثبوت دیتے ہوئے اسے عملی شکل عطا کیا، آج امارت شرعیہ کی قلمرو میں امارت ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹس کا قیام وانصرام ہمارے قول پرسند کی حیثیت رکھتا ہے۔ مختلف ٹریڈس کے ساتھ، کمپیوٹر کے فن کو اعلیٰ معیار تک لے جانے میں امارت شرعیہ کی کوششیں مبارک باد کی مستحق ہیں۔ میں نے ازراہ تلطّف ۲۱؍جولائی ۲۰۲۰ء کو ڈاکٹر عثمان غنی گرلس کمپیوٹر سنٹر ہارون نگر، پھلواری شریف، پٹنہ کا سرسری جائزہ لیا۔ پہلی نظر میں تین منزلہ عمارت دیکھ کر احساس مسرت ہوا، سنٹر کے سکریٹری انعام خان صاحب نے روایتی انداز میں رسم ضیافت ادا کی۔

دوران گفتگو پروفیسر شمس الحسن نگراں شعبۂ تعلیمات امارت شرعیہ بھی تشریف فرما ہوئے، معلوم ہوا کہ سن ۲۰۰۳ء سے یہ سنٹر معاشی طور پر کمزور طبقہ کی بچیوں کے لیے اپنی افادیت کا ثبوت دے رہا ہے۔ اس سنٹر کی بنیاد سن ۲۰۰۳ء میں بہار کے گورنر اخلاق الرحمٰن قدوائی نے اپنے دست مبارک سے رکھی تھی، ڈاکٹر اخلاق الرحمٰن قدوائی کی علم دوستی اظہر من الشمس ہے، مولانا مظہر الحق عربی وفارسی یونیورسٹی کی منظوری انہیں کے دور ہمایونی میں ہوئی، وہ اس یونیورسٹی کے قیام سے عربی وفارسی کی اعلیٰ تعلیم کو پروان چڑھانے کے آرزومند تھے۔ گورنر ہاؤس کی ایک خصوصی نشست میں جس کی قیادت شمائل نبی کر رہے تھے اور ابنائے قدیم کی ایک جماعت ان کے ساتھ تھی، گورنر صاحب نے فرمایا کہ اس مجوزہ یونیورسٹی کے حیطۂ اختیار میں طب، صحافت، انجینئرنگ اور میڈیکل سائنس کے شعبوں کو بھی وقت کے ساتھ ساتھ جگہ دی جاسکتی ہے، میں بھی اس نمائندہ نشست میں موجود تھا۔ ''ہوتا ہے جادہ پیماں پھر کارواں ہمارا'' کے عنوان سے گورنر صاحب سے ہوئی گفتگو نذر اشاعت ہوچکی ہے۔

اس سنٹر میں ڈی سی اے اور بی سی اے بشمول لائبریری سائنس کے کورس پڑھائے جاتے ہیں۔ ابھی تک لگ بھگ ۴۰۰؍بچیاں اس سنٹر سے فارغ ہوچکی ہیں۔ ایسا ہی ایک سنٹر امارت شرعیہ کے احاطہ میں بھی ہے، جو امارت انسٹی ٹیوٹ آف کمپیوٹر اینڈ الیکٹرونکس کے نام سے موسوم ہے؛ یہ صرف لڑکوں کے لیے مختص ہے، اس کے قیام سے لے کر آج تک ہزاروں طلبہ اس سے فیضیاب ہوچکے ہیں۔ فارغین طلبہ کی ایک معتد بہ تعداد غیر ممالک میں بھی اپنی خدمتوں کے جوہر دکھلا رہی ہے۔ یقیناً امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ نے تکنیکی شعبہ میں اپنے جہد مسلسل سے اسلاف کے خوابوں کو شرمندۂ تعبیر کردیا ہے۔ یہ سنٹر ڈاکٹر عثمان غنی مرحوم کے نام پر ان کے وارثین کی طرف سے برائے اجر وثواب قائم کیا گیا ہے، طالبات یہاں سے فارغ ہوکر اپنے خاندان کو سنبھالا دے رہی ہیں اور آج کے معاشی بحران میں اپنے پیروں پر کھڑی ہیں، یہی صدقۂ جاریہ ہے۔ گذشتہ برسوں میں این ڈی ٹی وی کی طرف سے عالمی شہرت یافتہ صحافی شری رویش کمار نے بھی اس سنٹر کا معاینہ کیا تھا۔ دوران معاینہ شری کمار کو یہ جان کر خوشی ہوئی کہ اس سنٹر میں زیر تعلیم طالبات میں مسلم بچیوں کے ساتھ غیر مسلم بچیاں بھی بلاتفریق مذہب وملت اپنے ذوق وشوق کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔ مجھے محترم انعام خان صاحب (سکریٹری ڈاکٹر عثمان غنی امارت گرلس کمپیوٹر سنٹر ہارون نگر) نے بتلایا کہ اس سنٹر کی ہیڈ معلّمہ شری متی روپا شرما ہیں، میں نے سنٹر کی تعلیم وتربیت کے سلسلے میں ان سے باتیں کیں اور انہوں نے میرے تمام سوالات کا تشفی بخش جواب دیا، ان کے ساتھ ان کی معاون محترمہ نور جہاں، محترمہ نزہت غوثیہ اور اس سنٹر کے سابق پرنسپل جناب عرفان احمد صاحب بھی تھے۔ آپ اس سے خود امارت شرعیہ کی وسیع المشربی اور جذبۂ خیر سگالی کا بخوبی اندازہ کرسکتے ہیں۔ امارت شرعیہ نے اپنے علمی سفر میں ہمیشہ ذات و مذہب سے اوپر اٹھ کر فلاح انسانیت کے لیے کام کیا ہے۔ اس کی زندہ مثال اس کے تمام تکنیکی انسٹی ٹیوٹس بشمول مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ (پارامیڈیکل) پھلواری شریف ہیں، جہاں ڈی ایم ایل ٹی، بی ایم ایل ٹی، فیزیوتھراپی (ڈگری وڈپلوما کورس) اور اے بی پی ٹی کی تعلیم وتربیت دی جاتی ہے۔ یہ ادارہ گذشتہ ماہ وسال سے اپنی حسن کارکردگی کی وجہ سے مقبول عام ہے۔

ڈاکٹر عثمان غنی مرحوم کے تینوں صاحبزدگان؛ ڈاکٹر ضیا عثمان، ارتضیٰ عثمان اور ارتقیٰ عثمان امریکہ میں رہتے ہوئے چشم بینا سے اس ادارہ کی نگرانی کا فرض انجام دیتے ہیں۔ پوری عمارت وقف ہے، واقفین حضرات اور امارت شرعیہ کے مشورہ سے مشہور صحافی جناب خورشید انور عارفی صاحب اس سنٹر کے چیرمین ہیں۔ ان کی صحبت عارفانہ سے اس ادارہ کی ترقی ہر صاحب نظر کے لیے قابل دید ہے، فی الحال سنٹر کی جدید کاری کا عمل پورا ہوچکا ہے، اس سنٹر کی سہ منزلہ ہئیت، کشادہ ہال، جدید مزین ومرصع روم زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ اس میں بوقت ضرورت کسی دوسرے تربیتی کورس کی گنجائش بھی ہوسکتی ہے، اسی ضمن میں محترم شمس الحسین صاحب نگراں تعلیمات امارت شرعیہ نے فرمایا کہ اس سنٹر کے ایک حصہ میں بچیوں کے لیے پارا میڈیکل کا کورس بھی جاری کیا جاسکتا ہے۔ آریہ بھٹ نالج یونیورسٹی سے رابطہ قائم ہے، اب زمین کی کساد بازاری کا یہ عالم ہے کہ ایک ہی عمارت میں متعدد ادارے چل رہے ہیں، تعلیم نسواں کی اہمیت وضرورت پر مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی فکر سے ہم سبھی واقف ہیں، حضرت اس خواب خفتہ کی بیداری کے لیے ہمہ دم مشغول عمل رہتے ہیں، اللہ ان کی کوششوں کو بارآور فرمائے (آمین)۔

جس طرح سے اس ادارہ کی جدید کاری میں حضرت امیر شریعت نے توجہ فرمائی ہے اور ادارہ قابل رشک ہوچکا ہے، مجھے امید ہے کہ ہماری بیٹیوں کے لیے یہ مرکز پارامیڈیکل کی تعلیم وتربیت کی راہ میں سنگ میل ثابت ہوگا۔ (ان شاء اللہ) مائنورٹی اداروں کے ذمہ داروں کو چاہئے کہ اداروں کے قیام میں وزیر اعظم کے پندرہ نکاتی پروگرام کو ملحوظ خاطر رکھیں، حقوق طلبی کی راہ کل آسان تھی نہ آج۔ جہد مسلسل سے اس راہ کے سنگریزے چلنے والوں کے لیے منزل کی رہنمائی کرتے ہیں، امارت شرعیہ کی پوری تاریخ اس کی زندہ وجاوید مثال ہے۔

بقیات

صفحہ اول کا بقیہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اصحاب رسول اللہؐ کا تعارف اس طرح کرایا ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی، تو محمد کے قلب کو سب سے بہتر پایا، تو آپ کو اپنی ذات کے لئے انتخاب فرمالیا، اور رسول بنا کر بھیجا، اس کے بعد اپنے اور بندوں کے قلوب پر نظر فرمائی، تو صحابہ کے قلوب کو سب سے بہتر پایا، تو انھیں اپنے نبی کا وزیر بنایا۔ (حلیۃ الاولیاء)

اب ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک اور قول نقل کرتے ہیں جس میں انھوں نے صحابہ کرام کا بہت جامع اور بلیغ تعارف کرایا ہے، اور انھیں حق ہے کہ وہ صحابہ کا تعارف کرائیں۔ وہ فرماتے ہیں:

اولٰئک أصحاب محمدؐ کانوا أفضل ھٰذہ الامۃ أبرھا قلوباً وأعمقھا علماً وأقلھا تکلفاً ختارھم اللہ لصحبۃ نبیہ ولقامۃ دینہ فاعرفوا لھم فضلھم واتبعوھم علیٰ آثارھم وتمسکوا بما استطعتم من أخلاقھم وسیرھم فانھم کانوا علی الھدی المستقیم.

یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں، اس امت میں سب سے افضل، قلب کے اعتبار سے سب سے نیک، علم کے لحاظ سے سب سے گہرے، تکلف میں سب سے کم، اللہ نے ان کو اپنے نبی کی صحبت کے لئے، اور اپنے دین کو قائم کرنے کے لئے چنا تھا۔ ان کی فضیلت کو پہچانو اور ان کے نقوش قدم پر ان کی پیروی کرو اور جتنا تم سے ہوسکے، ان کے اخلاق اور ان کی سیرت کو مضبوطی سے پکڑو، کیونکہ وہ سب حضرات سیدھی ہدایت پر تھے۔ (مشکوٰۃ شریف، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

قلب کی نیکی، علم کی گہرائی، تکلف سے احتراز، اللہ کا انتخاب، نبیؐ کی صحبت وتلمذ، اور دین کو قائم کرنے کی جدوجہد، صحابۂ کرام کی زندگی کے وہ روشن عنوانات ہیں، جن سے وہ دور جگمگا رہا تھا۔

قلب کی نیکی کا تو وہ حال تھا کہ خود حق تعالیٰ نے شہادت دی کہ (رُحَمَاءُ بَيْنَهُم) آپس میں ایک دوسرے پر رحم وکرم کا جذبہ رکھنا، قلب کی سب سے بڑی نیکی ہے، ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: (وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْماً(سورۃ الفتح: ۲۶) اور لگائے رکھا ان کو تقویٰ کی بات پر اور وہی اسکے مستحق اور اہل تھے اور اللہ ہر چیز سے خبردار ہے۔

سورہ حجرات میں حق تعالیٰ نے فرمایا: إِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّأَجْرٌ عَظِيْمٌ (آیت: ۳)

بے شک جو لوگ رسول اللہ کے پاس دبی آواز سے بولتے ہیں، یہ وہی ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے ادب کے واسطے جانچ لیا ہے، ان کے واسطے معافی ہے اور بڑا ثواب ہے۔

یہ لوگ جن کو للہ تعالیٰ نے کلمۂ تقویٰ پر لگائے رکھا، اور وہی اس کے اہل تھے، جس کی خبر اللہ نے اپنے علم سے دی ہے، جو نبیؐ کے سامنے اپنی آواز پست رکھتے تھے، کیونکہ انھیں اللہ کا حکم تھا کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (سورہ حجرات: ۲)

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز کے اوپر بلند نہ کرو اور نہ ان سے تڑخ کر بولو، جیسے ایک دوسرے سے تڑخ کر بولتے ہو، کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہوجائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

تو یہ آوازیں نبی کے سامنے پست رکھنے والے، جن کے قلوب کو اللہ نے تقویٰ اور ادب کی تخم ریزی کے لئے پرکھ لیا ہے، اور مانجھ کر خالص تقویٰ وطہارت کے واسطے تیار کردیا ہے، کون لوگ ہیں؟ جن کا اتنے اہتمام سے رب تعالیٰ نے تذکرہ فرمایا ہے، ایک ہی جواب ہے کہ یہ حضراتِ صحابۂ کرام ہیں۔ (رضوان اللہ علیھم)

تو پھر ان سے بڑھ کر نیکی کس کی ہوگی اور واقعاتی دنیا میں اس کی شہادت تلاش کیجئے تو حد وشمار سے زائد شہادتیں ہیں۔

اور علم کی گہرائی وگیرائی کا حال چودہ صدیوں کی علم دین کی پوری تاریخ بیان کر رہی ہے، دینی علوم کا منبع کون سی جماعت ہے، کائناتِ انسانی کے سب سے بڑے عالمؐ کے تلامذہ سے زیادہ کس کا علم ہوگا۔ علم کا سرچشمہ صحابۂ کرام ہی کی جماعت ہے، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم ومعرفت کی دولت حاصل کی اور ساری دنیا میں اسے پھیلا دیا۔

امت کا بڑے سے بڑا عالم ہو، اس کے علم کا رشتہ صحابۂ کرام ہی کے واسطے سے صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہونچتا ہے، تمام تر دین اور دینی علم صحابہ ہی کے واسطے سے امت تک منتقل ہوا ہے، یہ اساتذۂ امت ہیں، اور ایسے اساتذہ ہیں، جنھیں اللہ تعالیٰ نے انتخاب فرمایا ہے۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

امارت شرعیہ میں قضاۃ حضرات کی آن لائن میٹنگ

۳؍ستمبر ۲۰۲۰ء روز جمعرات کو سہ پہر ۳؍ بجے امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ ومغربی بنگال میں امارت شرعیہ کے ذیلی دارالقضاء کے قاضی حضرات کے ساتھ زوم ایپ پر ایک آن لائن میٹنگ کی۔ میٹنگ کا آغاز مولانا شمیم اکرم رحمانی صاحب معاون قاضی امارت شرعیہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، میٹنگ میں قضاۃ حضرات نے اپنے اپنے علاقہ میں لاک ڈاؤن کے درمیان ہونے والی دشواریوں کا تذکرہ کیا، خیال رہے کہ لاک ڈاؤن کی وجہ سے کئی مہینے تک امارت شرعیہ کے تمام ذیلی دارالقضاء بند تھے، اب لاک ڈاؤن میں نرمی کے بعد قضاۃ حضرات کی دفتروں میں حاضری ہورہی ہے اوران کے ذمہ دفتر کے اندرونی نظام وغیرہ سے متعلق ذمہ داریوں سپرد کی گئی ہیں۔ محترم قائم مقام ناظم صاحب نے میٹنگ کی افتتاحی گفتگو میں حضرات قضاۃ سے ان کی خیروعافیت پوچھی اور گھر وعلاقے کے حالات دریافت کیے، اور باری باری سبھوں سے آن لائن روبرو ہوئے۔ آپ نے قضاۃ حضرات کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ہم سب دین کے خادم ہیں، اخلاص کے ساتھ کام کریں، لاک ڈاؤن پوری طرح ختم ہونے اور حالات کے معمول پر آنے کے بعد ہم لوگ ساتھ بیٹھ کر ملی مسائل پر تبادلۂ خیال کریں گے۔ آپ نے کہا کہ لاک ڈاؤن کے تعلق سے جہاں جس قسم کی پابندیاں ہیں ان کا پورا لحاظ رکھا جائے، صحت کی حفاظت کو مقدم رکھا جائے اور تمام تر احتیاطوں کو برتنے کے ساتھ دفتر کے پسماندہ کاموں کو پورا کیا جائے، نظام قضاء سے متعلق کسی اہم موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھا جائے یا ہر قاضی اپنے اپنے دارالقضاء کی تاریخ ہی قلمبند کرے۔ لاک ڈاؤن کی وجہ سے ادارے کو جن مالی دشواریوں کا سامنا ہے، اپنی توجہ اور فکر مندی کو اس طرف بھی مبذول کیا جائے، اگر دفتر کا کوئی تعمیری کام نامکمل ہو تو اس کو مکمل کرایا جائے۔ قضاۃ حضرات نے بھی کاموں کی انجام دہی کے تعلق سے اپنی اپنی آراء پیش کیں، میٹنگ سے نائب ناظم مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی اور نائب ناظم مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے بھی خطاب کیا، اس موقع پر اکابر علماء کرام اور مخلصین امارت شرعیہ کے انتقال پر اظہار تعزیت کیا گیا اور قاضی شریعت مولانا عبدالجلیل قاسمی صاحب نے مرحومین کے لیے مغفرت اور بلندی درجات کی دعا کرائی۔ واضح ہو کہ امارت شرعیہ کے تعلیمی شعبوں میں پہلے سے ہی آن لائن تعلیم کا سلسلہ جاری ہے، حضرات قضاۃ کے ساتھ یہ پہلی آن لائن میٹنگ تھی جو بہت مفید رہی۔

حضرت مولانا محمد قاسم مظفر پوری پر بصیرت کا آن لائن نشریہ

سوشل میڈیا پلیٹ فارم بصیرت آن لائن نے حضرت مولانا محمد قاسم مظفر پوریؒ قاضی شریعت امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی فقہی بصیرت اور کار قضاء میں ان کی مہارت کے موضوع پر ۷؍ستمبر ۲۰۲۰ء کو مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ سے زوم ایپ پر خصوصی گفتگو کی، جو سوشل میڈیا اور بصیرت ٹی وی پر نشر کی گئی۔ مفتی صاحب نے اپنی گفتگو میں مولانا محمد قاسم مظفر پوریؒ کی فقہی بصیرت اور کار قضاء میں ان کے طریقۂ کار پر کھل کر گفتگو کی، انہوں نے فقہی بصیرت سے متعلق بعض واقعات اور قاضی صاحب کے ذریعہ کیے گئے بعض فیصلوں کے اہم نکات پر بھی روشنی ڈالی۔

قومی تعلیمی پالیسی کے نفاذ سے مغربی بنگال کا انکار

مغربی بنگال حکومت نے ''نئی تعلیمی پالیسی'' کے تئیں سخت ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ریاستوں کی رائے اور ان کے مشورے کو یکسر نظر انداز کردیا گیا ہے۔ صدر جمہوریہ رام ناتھ کووند کی طرف سے بلائی گئی نئی تعلیمی پالیسی سے متعلق اجلاس میں حصہ لیتے ہوئے ریاستی وزیر تعلیم پارتھو چٹرجی نے کہا کہ مرکزی حکومت نے یکطرفہ طور پر ایک تعلیمی پالیسی تشکیل دی ہے، جو وفاقی ڈھانچے کے منافی ہے۔ اس کانفرنس میں وزیر اعظم نریندر مودی اور مرکزی وزیر تعلیم کے علاوہ مختلف ریاستوں کے گورنر اور یونیورسٹیوں کے وزرائے تعلیم موجود تھے۔ بنگال کی طرف سے وزیر تعلیم پارتھو چٹرجی نے کہا کہ نئی تعلیمی پالیسی یکطرفہ بنائی گئی ہے، تعلیم جیسے مسئلے پر یکطرفہ طور پر فیصلہ لیا جانا افسوس ناک ہے، یہ فیصلہ قبول نہیں کیا جاسکتا ہے، مرکز نے ریاست کی رائے کو اہمیت نہیں دی۔ نئی تعلیمی پالیسی پر بنگال حکومت نے متعدد اعتراضات پیش کیے ہیں۔ ان میں انڈر گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ سطحوں پر داخلہ، ایم فل کی برخاستگی بھی شامل ہے۔ پارتھو چٹرجی نے یہ بھی کہا کہ تمام شکایات ریاستی حکومت کی جانب سے تحریری طور پر مرکزی حکومت کو ارسال کی جائیں گی۔ دوسری طرف وزیر اعظم نریندر مودی نے نئی قومی تعلیمی پالیسی کو امید افزا قرار دیتے ہوئے کہا کہ نئی تعلیمی پالیسی صرف مرکزی حکومت کا ایک اقدام نہیں، یہ پورے ملک کی پالیسی ہے، نئی تعلیمی پالیسی ملک کی معاشی اور معاشرتی ترقی میں بھی تبدیلی لائے گی، یہ تعلیمی پالیسی نہ صرف پڑھنے کی قسم کو بلکہ پورے ملک کی معاشی اور معاشرتی ترقی کی رفتار کو بھی ایک نئی سمت دے گی، نئی تعلیمی پالیسی کو وقت کے تقاضوں کے مطابق کیا گیا ہے، اس تعلیمی پالیسی کے نفاذ سے اس بات کا واضح اندازہ ہوگا کہ طلبہ اپنے اوپر اضافی غیر ضروری بوجھ ڈالے بغیر مستقبل میں کیسے کامیاب ہوسکتے ہیں۔ انہوں نے مزید دعوی کیا کہ نئی تعلیمی پالیسی میں پورے ملک کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے سب کچھ موجود ہے۔ مغربی بنگال حکومت نے نئی تعلیمی پالیسی کا جائزہ لینے کے لئے ماہرین کی ایک کمیٹی بنائی تھی، اس کمیٹی نے نئی تعلیمی قومی پالیسی پر کئی اعتراضاف پیش کیے ہیں۔

ثور بازار بلاک ضلع سہرسہ میں پنچایت سطح کے ذمہ داروں کی تقرری

ضلع سہرسہ میں تنظیم امارت شرعیہ کی ضلع اور بلاک سطح کی کمیٹی تشکیل پانے کے بعد پنچایت سطح کی کمیٹی کی تشکیل اور اس کے ذمہ داران کے انتخاب کا عمل بھی مکمل ہوچکا ہے، اس سے پہلے کچھ بلاکوں کے پنچایت ذمہ داران کی فہرست شائع ہوچکی ہے، اس وقت ثور بازار بلاک کے پنچایت ذمہ داران کی فہرست پیش ہے۔

نمبر شمار	اسمائے ذمہ داران	عہدہ	پنچایت	پتہ
1	جناب علاء الدین صاحب	صدر	کھجوری	سیہا، پوسٹ گمہرایا، سہرسہ ۸۵۲۲۲۱
2	محمد جہانگیر صاحب	سکریٹری	کھجوری	ترہا پوسٹ کھجوری سہرسہ //
3	مولانا محمد امام الحق صاحب	صدر	گمہریا	مقام و پوسٹ گمہریا، سہرسہ، //
4	جناب محمد افتخار عالم	نائب صدر	گمہریا	مقام و پوسٹ گمہریا، سہرسہ، //
5	جناب محمد شوکت صاحب	سکریٹری	گمہریا	مقام و پوسٹ گمہریا، ضلع سہرسہ //
6	جناب محمد عثمان صاحب	نائب سکریٹری	گمہریا	مقام و پوسٹ گمہریا، ضلع سہرسہ //
7	حافظ محمد اسلم صاحب	صدر	تیری	مقام و پوسٹ دھنچوہا، ضلع سہرسہ //
8	حافظ عبدالحمید صاحب	سکریٹری	تیری	مقام و پوسٹ دھنچوہا، ضلع سہرسہ //
9	محمد فیروز انصاری صاحب	صدر	بیجناتھ پور	مقام و پوسٹ بیجناتھ پور سہرسہ //
10	جناب محمد عالم صاحب	سکریٹری	بیجناتھ پور	مقام و پوسٹ بیجناتھ پور سہرسہ //
11	جناب محمد اسلم صاحب	صدر	چندور پچھمی	مقام و پوسٹ صمدہ، ضلع سہرسہ //
12	محمد عمران صاحب	سکریٹری	چندور پچھمی	مقام و پوسٹ صمدہ، ضلع سہرسہ //
13	ماسٹر محمد سہراب صاحب	صدر	چندور پوربی	ہنومان نگر، پوسٹ چندور، ہرسہ //
14	مولانا جنید صاحب	سکریٹری	چندور پوربی	ہنومان نگر، پوسٹ چندور سہرسہ //
15	جناب محمد رمضانی صاحب	نائب سکریٹری	چندور پوربی	ہنومان نگر، پوسٹ چندور سہرسہ //
16	جناب محمد منا صاحب	صدر	سہوریا پوربی	براہی، پوسٹ دچھّو نا، سہرسہ //
17	جناب محمد طاہر صاحب	سکریٹری	سہوریا پوربی	براہی، پوسٹ دچھّو نا، سہرسہ //
18	جناب محمد جمیل صاحب	صدر	سہوریا پچھمی	دان چکلہ، پوسٹ دھمسینہ سہرسہ //
19	جناب محمد سمید صاحب	سکریٹری	سہوریا پچھمی	دان چکلہ، پوسٹ دھمسینہ سہرسہ //
20	جناب محمد مجلس وارثی	صدر	نادو	مقام و پوسٹ دگمری، ضلع سہرسہ //
21	جناب محمد عالم صاحب	سکریٹری	نادو	مقام و پوسٹ دگمری، ضلع سہرسہ //
22	جناب محمد معراج صاحب	صدر	رام پور	کبیلا چک، پوسٹ رہوا، سہرسہ //
23	جناب محمد اکبر خان صاحب	سکریٹری	رام پور	برسم، پوسٹ رام پور، ضلع سہرسہ //
24	حافظ محمد جمال صاحب	صدر	روتا کھیم	روتا، پوسٹ روتا کھیم، سہرسہ //
25	جناب محمد عباس صاحب	سکریٹری	روتا کھیم	،چکنی، پوسٹ روتا کھیم، سہرسہ //
26	جناب محمد ادریس صاحب	صدر	سوہتھ	بھپٹیا، پوسٹ سوہتھ، ضلع سہرسہ //
27	جناب محمد ادریس صاحب	نائب صدر	سوہتھ	مقام و پوسٹ سوہتھ، ضلع سہرسہ //
28	جناب محمد فیروز صاحب	سکریٹری	سوہتھ	مقام و پوسٹ سوہتھ، ضلع سہرسہ //
29	حافظ محمد شمیم صاحب	صدر	کڑھیا	کچرا وارڈ 6، پوسٹ کچرا، ضلع سہرسہ
30	جناب محمد ممتاز خان صاحب	سکریٹری	کڑھیا	کچرا وارڈ 6، پوسٹ کچرا، سہرسہ //
31	جناب محمد نسیم صاحب	صدر	ثور بازار	مقام و پوسٹ ثور بازار، سہرسہ //
32	جناب محمد ہاشم صاحب	سکریٹری	ثور بازار	مقام و پوسٹ ثور بازار، سہرسہ //
33	جناب محمد شمیم صاحب	صدر	اگحیا	مقام و پوسٹ اگحیا، ضلع سہرسہ //
34	جناب محمد سجاد صاحب	سکریٹری	اگحیا	مقام و پوسٹ اگحیا، ضلع سہرسہ //
35	جناب مولانا نبی حسن	صدر	کانپ پوربی	مقام و پوسٹ کانپ پوربی، سہرسہ //
36	جناب محمد عباس صاحب	سکریٹری	کانپ پوربی	مقام و پوسٹ کانپ پوربی، سہرسہ //
37	جناب محمد افروز عالم	صدر	کانپ پچھمی	مقام و پوسٹ کانپ، ضلع سہرسہ //
38	جناب محمد وکیل صاحب	سکریٹری	کانپ پچھمی	مقام و پوسٹ کانپ، ضلع سہرسہ //

اعلان برائے وظیفہ بیوگان ومحتاجان

امارت شرعیہ سے ہر سال بیوگان ومحتاجان کو ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے، ہر سال محرم الحرام کے مہینے میں ان وظائف کی تجدید ہوتی ہے، جس کے لیے دفتر نظامت میں درخواست دینی پڑتی ہے، سال ۱۴۴۲ھ میں وظیفہ حاصل کرنے کی خواہش مند تمام قدیم وجدید بیوگان ومحتاجان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ دفتر نظامت امارت شرعیہ سے فارم برائے وظیفہ حاصل کرلیں اور اس کو پُر کرکے اپنے آدھار کارڈ اور بینک پاس بک کے پہلے صفحہ (جس میں اکاؤنٹ نمبر، نام اور آئی ایف سی کوڈ صاف صاف تحریر ہو) کی فوٹو کاپی لگاکر ۳۰؍محرم ۱۴۴۲ھ تک جمع کردیں۔ فارم پر اپنے علاقہ کے نقیب/ نائب نقیب اور قاضی شریعت سے ضرور تصدیق کرالیں۔

Volume:60/70,Issue:36 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

دل سے دعا نکلے تو یقیناً باب اثر تک پہونچے گی
آہ جو نکلے دل سے تو پہونچے باب اثر سے آگے بھی

(حنیف اخگر ملیح آبادی)

سلطان محمد فاتح کی شجاعت و بہادری

اللہ تعالیٰ نے فتح قسطنطنیہ کی سعادت خاندان آل عثمان کے ساتویں نوجوان خلیفہ سلطان محمد فاتح کی قسمت میں لکھی تھی، اس نوعمر شہزادے نے ۲۲؍سال کی عمر میں خلافت کی باگ ڈور سنبھالی تھی، لیکن اپنی خداداد صلاحیتوں سے وہ بہت جلد اپنے پیش روؤں پر سبقت لے گیا، اس نے بڑی باریک بینی سے ان کے اسباب کا جائزہ لیا جو اب تک قسطنطنیہ کی فتح میں رکاوٹ بنے ہوئے تھے اور اپنے تدبر، شجاعت اور اولوالعزمی کے ذریعے جنگ کا ایسا نقشہ تیار کیا جو بالآخر فتح پر منتج ہوا۔

اہل قسطنطنیہ کو لڑائی کے وقت عموماً دوسرے اہل یورپ سے جو امداد ملتی تھی وہ بحرۂ اسود سے آبنائے باسفورس میں داخل ہوکر قسطنطنیہ پہنچتی تھی، لہذا قسطنطنیہ کو اس کے حلیفوں سے کاٹنے کے لئے باسفورس پر مکمل قبضہ ضروری تھا، اس غرض کے لئے بایزید یلدرم نے باسفورس کے مشرقی (ایشائی) ساحل پر قلعہ تعمیر کیا تھا جو اناضول حصار کے نام سے مشہور ہے اور اب تک موجود ہے، لیکن سلطان محمد فاتح نے محسوس کیا کہ صرف ایک کنارے پر واقع یہ قلعہ باسفورس پر مکمل کنٹرول کے لئے کافی نہیں، لہذا اس نے اس قلعے کے بالمقابل یورپی ساحل پر ایک زبردست قلعہ تعمیر کیا جو ''رومیلی حصار'' کہلاتا ہے، اس قلعے کی تعمیر کے بعد باسفورس سے گذرنے والا ہر جہاز عثمانیوں کی دوطرفہ توپوں کی زد میں آگیا۔

قسطنطنیہ کی دیواریں توڑنے کے لئے معمولی توپیں کافی نہ تھیں، اس لئے محمد فاتح نے پیتل کی ایک ایسی توپ تیار کی جس کے برابر اس وقت روئے زمین پر کوئی توپ موجود نہ تھی، جس کے ذریعے ڈھائی فٹ قطر کا آٹھ من وزنی گولہ ایک میل تک پھینکا جاسکتا تھا، جب اس توپ کا پہلا تجربہ کیا گیا تو گولہ ایک میل دور گرکر زمین میں چھ فٹ نیچے دھنس گیا۔

قسطنطنیہ چوں کہ باسفورس، بحیرۂ عرب مرمرا اور شاخ زریں (گولڈن ہارن) نامی سمندروں سے گھرا ہوا ہے اور اس کے صرف مشرقی جانب خشکی ہے، اس لئے اس پر کامیاب حملے کے لئے ایک طاقتور بحری بیڑہ بھی ضروری تھا، چنانچہ محمد فاتح نے ایک سو چالیس جنگی کشتیوں پر مشتمل ایک بیڑہ بھی تیار کرلیا۔

ان تیاریوں کے بعد سلطان نے قسطنطنیہ کا اس طرح محاصرہ کیا کہ بری فوج شہر کی مشرقی فصیل کے سامنے پہنچ گئی اور بحری بیڑہ آبنائے باسفورس میں پھیل گیا، قسطنطنیہ کا محل وقوع کچھ ایسا ہے کہ باسفورس کی ایک پتلی سی شاخ ایک سینگ کی شکل میں مشرق کی طرف جاتی ہے، جو شاخ زریں (گولڈن ہارن) کہلاتی ہے، قسطنطنیہ کی بندرگاہ اسی گولڈن ہارن میں واقع تھی، لہذا باسفورس سے بندرگاہ یا شہر کی جنوبی دیوار کے سامنے پہنچنے کے لئے ہارن سے گذرنا ضروری تھا لیکن اہل قسطنطنیہ نے اس گولڈن ہارن کے اس دہانے پر جو باسفورس میں گرتا ہے، لوہے کا ایک بڑا زنجیرہ باندھ دیا تھا جس کی وجہ سے کوئی جہاز باسفورس سے گولڈن ہارن میں داخل نہیں ہوسکتا تھا، لہذا محمد فاتح کے جہاز باسفورس میں محدود ہوگئے تھے اور جہازوں کے ذریعہ بندرگاہ کا محاصرہ کرنے کا کوئی راستہ نہ تھا، نتیجہ یہ ہے کہ فصیل پر حملہ صرف مشرق کے خشکی کے راستے سے ممکن تھا اور اہل شہر نے بحری سمت کو مکمل محفوظ سمجھ کر اپنی ساری طاقت مشرق کی فصیل پر لگادی تھی۔

سلطان محمد فاتح کی کوشش یہ تھی کہ کسی طرح اس کے کچھ جہاز آبنائے باسفورس کے گولڈن ہارن میں داخل ہوجائیں تاکہ بندرگاہ کی سمت سے بھی شہر پر حملہ کیا جاسکے، لیکن گولڈن ہارن کے دہانے پر لوہے کا زنجیرہ بھی نصب تھا اور اس کے آس پاس توپیں بھی گولہ باری کے لئے موجود تھیں، اور بڑے بڑے بازنطینی جہاز بھی گولڈن ہارن کے اندر سے زنجیرہ کی مدافعت کے لئے کھڑے رہتے تھے، اس لئے اس راستے سے کامیابی ممکن نہیں تھی، بہت دن گذر گئے، لیکن گولڈن ہارن میں پہنچنے کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوسکی۔ بالآخر ایک دن سلطان محمد فاتح نے ایک ایسا فیصلہ کیا جو دنیا کی تاریخ میں اس کی منفرد اور محیر العقول یادگار بن کر رہ گیا، اس کا فیصلہ یہ تھا کہ جہازوں کو گولڈن ہارن میں پہنچانے کے لئے انہیں دس میل خشکی پر چلاکر لے جایا جائے گا اور اس غرض کے لئے باسفورس کے مغربی ساحل سے جہاز خشکی پر چڑھا کر انہیں ایک ترچھے راستے سے گولڈن ہارن کے بالائی جنوبی کنارے تک پہنچایا جائے گا۔ (جو آج کل قاسم پاشا کہلاتا ہے) اور وہاں سے انہیں گولڈن ہارن میں ڈال دیا جائے گا، خشکی کا یہ درمیانی علاقہ گبن کے بیان کے مطابق تقریباً دس میل لمبا اور سخت ناہموار اور پہاڑی اتار چڑھاؤ سے معمور تھا، لیکن محمد فاتح کی اولالعزمی نے یہ محیر العقول عجوبہ صرف ایک رات میں کر دکھایا، اس نے خشکی کے اس راستے پر لکڑی سے تختے بچھوائے، انہیں چکنا کردیا گیا، ان پر چربیم لوائی، پھر ستر جہاز نما کشتیوں کو یکے بعد دیگر باسفورس سے ان تختوں پر چڑھادیا، ہر کشتی میں دو ملاح سوار تھے، اور ہوا کی مدد لینے کے لئے بادبان بھی کھول دئے گئے تھے، ان کشتیوں کو بیل اور آدمی کھینچتے ہوئے دس میل کی یہ پہاڑی مسافت طے کرکے گولڈن ہارن تک لے گئے۔ ستر کشتیوں کا یہ جلوس رات بھر مشعلوں کی روشنی میں محو سفر رہا، بازنطینی فوج قسطنطنیہ کی فصیل سے باسفورس کے مغربی ساحل پر مشعلوں کی چہل پہل دیکھتی رہی لیکن اندھیرے کی وجہ سے سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا کہ یہ کیا ہورہا ہے؟ بالآخر جب صبح کے اجالے نے راز سے پردہ اٹھایا تو محمد فاتح کی ستر کشتیاں اور بھاری توپ خانہ گولڈن ہارن کے بالائی علاقے میں پہونچ چکا تھا۔ دس میل خشکی پر جہاز چلانے کا یہ کارنامہ جو محمد فاتح سے پہلے کسی کے تصور میں بھی نہ آیا ہوگا اس قدر حیرت انگیز ہے کہ مغرب کے متعصب مورخین بھی اس پر حیرت کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے، ایڈورڈ گبن جیسے مورخ نے بھی اس کو ایک معجزہ (Miracle) کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔

گولڈن ہارن میں عثمانی کشتیوں کے پہنچنے میں ایک فائدہ یہ تھا کہ یہاں سمندر کا پانی اتھلا تھا، اور زیادہ گہرائی نہ ہونے کی وجہ سے بازنطینوں کے بڑے جہاز اس میں آزادی سے نقل و حرکت نہیں کرسکتے تھے، اس کے برعکس عثمانی کشتیاں نسبتاً چھوٹی تھیں، اس لئے اس کے لئے حسب منشا آمدورفت میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی، چنانچہ یہاں کی بحری لڑائی میں عثمانی کشتیوں کو غالب آنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی اور بندرگاہ کی جانب سے بھی شہر کا بحری محاصرہ مکمل ہوگیا، اس کے ساتھ ہی محمد فاتح نے گولڈن ہارن پر ایک پل تعمیر کیا اور اس پر اپنا بھاری توپ خانہ نصب کرادیا۔ مشرق اور جنوب دونوں طرف سے محاصرے کی گرفت مضبوط ہونے کے بعد عثمانی توپوں نے دونوں طرف سے شہر کی فصیلوں پر زبردست گولہ باری شروع کی، اور سات ہفتوں کی متواتر گولہ باری کے بعد دیواروں میں تین مقامات سے بڑے بڑے شگاف نمودار ہوگئے، اور گبن کے الفاظ ہیں ''وہ فصیلیں جو صدیوں سے ہر دشمن کے تشدد کا مقابلہ کررہی تھیں، عثمانی توپوں نے ہر طرف سے ان کا حلیہ بگاڑ دیا، ان میں بہت سے شگاف پڑ گئے اور سینٹ رومانوس کے دروازے (جو بعد میں توپ دروازہ یا توپ کاپے کے نام سے مشہور ہوا) کے قریب چار مینار زمین کی سطح کے برابر ہوگئے۔''

اب سلطان محمد فاتح کو آخری حملے کی کامیابی کا یقین ہوچکا تھا، لیکن اس نے حملے سے پہلے ۱۵؍جمادی الاولیٰ ۸۵۷ھ مطابق ۲۴؍مئی ۱۴۵۳ء کو بازنطینی بادشاہ قسطنطین کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر وہ ہتھیار ڈال کر شہر سپرد کردے تو رعایا کی جان و مال سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا، اور موریا کا علاقہ اسے دے دیا جائے گا، لیکن قسطنطین نے یہ پیشکش منظور نہ کی اور اس طرح پانچ دن بعد سلطان محمد نے آخری اور فیصلہ کن حملے کا فیصلہ کرلیا۔

چنانچہ ۲۰؍جمادی الاولیٰ ۸۵۷ھ کی رات عثمانی فوجوں نے ذکر و تسبیح اور دعاؤں میں گذاری اور نماز فجر کے بعد محمد فاتح نے عام حملہ کا حکم دے دیا، اور بعض روایتوں میں ہے کہ اس نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ ہم انشاءاللہ ظہر کی نماز آیا صوفیا کے کلیسا میں ادا کریں گے۔ حملہ مختلف سمتوں سے جاری رہا، لیکن زیادہ زور سینٹ رومانس کے دروازے پر تھا (جو اب توپ کاپے کہلاتا ہے) کیونکہ یہاں کی دیوار بہت مجروح ہوچکی تھی، خندق کو اوپر سے عبور کرنے کے لئے سیڑھیاں اور کمندیں ڈال دی گئی تھیں، دوپہر تک دونوں طرف سے آگ اور خون کا زبردست معرکہ جاری رہا، بازنطینی بھی اس روز غیر معمولی شجاعت کے ساتھ لڑے، دوپہر تک کوئی سپاہی شہر میں داخل نہ ہوسکا، بالآخر سلطان محمد فاتح خود اپنی خصوصی فوج ینی چری کو لے کر سینٹ رومانس کے دروازے کی طرف بڑھا اور ینی چری کا سردار آغا حسن اپنے تیس جانباز ساتھیوں کے ساتھ دیوار پر چڑھ گیا، حسن اور اس کے اٹھارہ ساتھی فوراً فصیل سے گرادیئے گئے اور انہوں نے جام شہادت نوش کیا، لیکن بارہ ساتھی دیوار پر جمنے میں کامیاب ہوگئے اور اس کے بعد دوسرے عثمانی دستے بھی یکے بعد دیگرے پہنچتے گئے اور اس طرح دیوار قسطنطنیہ پر سرخ ہلالی پرچم لہرادیا گیا۔ بازنطینی بادشاہ قسطنطین جواب تک بے جگری سے حالات کا مقابلہ کررہا تھا، اپنے بعض انتہائی بہادر ساتھیوں کے حوصلہ چھوڑ دینے کے بعد مایوس ہوگیا اور اس نے پکار کر کہا کہ ''کیا کوئی عیسائی نہیں ہے جو مجھے اپنے ہاتھوں سے قتل کردے؟'' لیکن جب کوئی جواب نہ ملا تو اس نے شاہان روم (قیاصرہ) کی خاص پوشاک اتار کر پھینک دی اور عثمانی فوج کے بڑھتے ہوئے سیلاب میں گھس کر ایک سپاہی کی طرح بہادری سے لڑتا ہوا مارا گیا اور اس کی موت پر اس گیارہ سو سال کی بازنطینی سلطنت روم کا خاتمہ ہوگیا جس کی ابتداء بھی قسطنطین سے ہوئی تھی اور انتہا بھی قسطنطین پر ہوئی اور اس کے بعد ''قیصر'' کا لقب ہی ایک تاریخی داستان بن کر رہ گیا، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد پورا ہوا کہ: **اذا اهلك قيصر، فلاقيصر بعده** جب قیصر ہلاک ہوگیا تو پھر کوئی قیصر پیدا نہیں ہوگا۔

ظہر کے وقت سلطان محمد فاتح اپنے وزراء اور سرداروں کے جلوس میں شہر کے سینٹ رومانس کے دروازے سے داخل ہوا اور سب سے پہلے قسطنطنیہ کے شہرۂ آفاق کلیسا آیا صوفیا کے دروازے پر پہنچ کر گھوڑے سے اترا، کلیسا کی دیواروں پر تصویریں بنی ہوئی تھیں، انہیں ہٹا کر دھویا گیا، سلطان کی ہدایت پر یہاں مؤذن نے اذان کہی، اور شرک و کفر کے اس مرکز میں پہلی بار ''**اشهدان لااله الا الله واشهدان محمدا رسول الله**'' کی زمزمہ بار صدا گونجی، سلطان نے نماز ظہر یہیں ادا کی اور اس وقت سے اس کلیسا کو مسجد میں تبدیل کردیا گیا۔ (جہان دیدہ: ص ۳۲۳ تا ۳۲۹)

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
رابطہ اور واٹس اَپ نمبر Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔
Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)